اردو -I

کوڈ نمبر URD -101　　سطح: میٹرک　　یونٹ نمبر 1-9

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

اُردو-I

کوڈنمبر:URD-101　　سطح: میٹرک　　یونٹ:1 تا 9

شعبۂ اُردو

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

جملہ حقوق بحق محفوظ ہیں۔

1

کورس ٹیم

چیئرمین:	ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد
مجلسِ تحریر:	پروفیسر نظیر صدیقی ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی ڈاکٹر نورینہ تحریم بابر مشتاق احمد سومرو ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد قاسم یعقوب
پروڈیوسر:	عامر رضا
رابطہ کار:	قاسم یعقوب
لے آؤٹ:	مشتاق حسین

کورس کا تعارف

زبان انسان کے شعور، احساس اور اظہار کا سب سے بنیادی وسیلہ ہے۔ یہ نہ صرف خیالات کے ابلاغ کا ذریعہ بنتی ہے بلکہ تہذیب، فکر، اور ثقافت کی امین بھی ہوتی ہے۔ کسی قوم کی زبان اس کی اجتماعی شخصیت کی آئینہ دار ہوتی ہے، جو اس قوم کے ماضی، حال اور مستقبل کے فکری سفر کو ظاہر کرتی ہے۔ انسان اپنے تجربات، تصورات، اور احساسات کو زبان کے ذریعے محفوظ کرتا اور آئندہ نسلوں تک منتقل کرتا ہے۔ یہی زبان معاشرتی رشتوں کو مضبوط بناتی، فکری ہم آہنگی پیدا کرتی اور قومی وحدت کے احساس کو جِلا بخشتی ہے۔

ادب زبان کی روح ہے۔ یہ محض لفظوں کا مجموعہ نہیں بلکہ انسانی تجربات، جذبات، اور اقدار کی لطیف تصویریں ہیں۔ ادب انسان کو سوچنے، محسوس کرنے، اور اظہار کا سلیقہ عطا کرتا ہے۔ یہ انسان میں ہمدردی، فہم، اور اخلاقی بصیرت پیدا کرتا ہے اور اسے بہتر انسان بننے کا راستہ دکھاتا ہے۔ چنانچہ تعلیمِ ادب کا مقصد صرف پڑھنا اور لکھنا نہیں بلکہ ایک حساس، باشعور اور بااخلاق شہری تیار کرنا ہے جو اپنی زبان کے ذریعے اپنی ثقافت اور معاشرت کی بہتر نمائندگی کر سکے۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے میٹرک نصاب میں شامل یہ کتاب اسی مقصد کے تحت ترتیب دی گئی ہے۔ اس میں شامل اسباق رسولِ خدا کے اخلاق، یومِ آزادی، حفظانِ صحت، مکالمہ نویسی، خطوط نویسی، مضمون نویسی اور محاورہ و روزمرہ سب مل کر طالب علم کی فکری تربیت، اخلاقی رہنمائی، اور عملی اظہار کی مشق فراہم کرتے ہیں۔ کتاب کا پہلا باب "رسولِ خدا کے اخلاق" سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اخلاقی اصول اخذ کرنے کا سبق دیتا ہے، جب کہ "یومِ آزادی" قومی وحدت، قربانی اور حب الوطنی کے جذبات کو بیدار کرتا ہے۔ "حفظانِ صحت" طلبہ کو صحت مند طرزِ زندگی اپنانے اور صفائی کی اہمیت سمجھنے کی ترغیب دیتا ہے۔

کتاب کے اگلے ابواب میں "مکالمہ نویسی" کے مختلف یونٹس طلبہ کو مؤثر گفتگو، باہمی احترام، اور عملی زندگی میں زبان کے سلیقے سے استعمال کی تربیت دیتے ہیں۔ "خطوط نویسی و عرضی نویسی" کے اسباق انہیں رسمی اور غیر رسمی اظہار کے فرق سے آشنا کرتے ہیں، تاکہ وہ مختلف مواقع پر بامقصد اور واضح تحریر لکھ سکیں۔ "مضمون نویسی" کا حصہ طلبہ کو اپنے خیالات کو منظم انداز میں پیش کرنے اور موضوع کے مطابق دلائل سے بات کرنے کی مہارت سکھاتا ہے، جبکہ "محاورہ اور روزمرہ" زبان کی معنوی گہرائی، روانی اور ادبی حسن کو نکھارتے ہیں۔

یہ نصاب محض زبان سکھانے کے لیے نہیں بلکہ ایک مکمل فکری اور اخلاقی تربیت فراہم کرنے کے لیے ترتیب دیا گیا ہے۔ اس کا مقصد طلبہ میں زبان پر عبور کے ساتھ ساتھ شعور، سوچنے کی صلاحیت، اور تخلیقی اظہار کی قوت پیدا کرنا ہے تاکہ وہ اپنی معاشرت، ثقافت، اور انسانیت کے ساتھ جڑے رہیں۔ یوں یہ کتاب طالب علم کو نہ صرف بہتر قاری اور مصنف بناتی ہے بلکہ اسے ایک ذمہ دار، حساس اور با اخلاق شہری کے طور پر زندگی کے مختلف میدانوں میں خود کو مؤثر انداز میں پیش کرنے کے قابل بھی بناتی ہے۔

کورس رابطہ کار

محمد قاسم یعقوب

کورس کے مقاصد

1۔ طلبہ میں اردو زبان کے فہم اور اظہار کی صلاحیت پیدا کرنا۔

2۔ اخلاقِ رسول ﷺ کی روشنی میں کردار سازی اور سیرت کی پیروی کا جذبہ بیدار کرنا۔

3۔ حب الوطنی اور قومی وحدت کے احساس کو مضبوط کرنا۔

4۔ صحت مند زندگی کے اصولوں سے طلبہ کو آگاہ کرنا۔

5۔ مکالمہ نویسی کے ذریعے مؤثر گفتگو اور سماجی آداب سکھانا۔

6۔ خطوط نویسی اور عرضی نویسی کی مشق سے طلبہ کو عملی تحریری تربیت دینا۔

7۔ مضمون نویسی کے ذریعے منظم سوچ اور تحریری ضبط پیدا کرنا۔

8۔ محاورات اور روزمرہ کے ذریعے زبان میں شستگی، روانی اور ادبی حسن پیدا کرنا۔

فہرست مضامین

یونٹ نمبر ۱ رسولِ خدا کے اخلاق ---------- 07

یونٹ نمبر ۲ یومِ آزادی ---------- 13

یونٹ نمبر ۳ حفظانِ صحت ---------- 21

یونٹ نمبر ۴ مکالمہ نویسی (۱) ---------- 35

یونٹ نمبر ۵ مکالمہ نویسی (۲) ---------- 44

یونٹ نمبر ۶ مکالمہ نویسی (۳) ---------- 67

یونٹ نمبر ۸ خطوط نویسی و عرضی نویسی ---------- 75

یونٹ نمبر ۸ مضمون نویسی ---------- 99

یونٹ نمبر ۹ محاورہ اور روزمرہ ---------- 109

یونٹ نمبر...... 1

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق

تحریر: ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
9	یونٹ کا تعارف	
9	یونٹ کے مقاصد	
10	رسول خداؐ کے اخلاق (سبق)	-1
11	خود آزمائی	-2

یونٹ کا تعارف

یہ یونٹ حضورِ اکرم ﷺ کے بلند اخلاق اور سیرتِ طیبہ کے روشن پہلوؤں پر مشتمل ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ رسولِ خدا ﷺ کی زندگی دراصل قرآنِ مجید کی عملی تفسیر تھی۔ آپ ﷺ نے عبادت، صبر، سخاوت، عفو و درگزر اور سادگی میں اپنی امت کے لیے کامل نمونہ پیش فرمایا۔ مضمون میں مختلف واقعات اور صحابہ کرامؓ کی گواہیوں کے ذریعے یہ واضح کیا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے اخلاق انسانیت کے لیے ہدایت اور کردار سازی کا بہترین نمونہ ہیں۔

یونٹ کے مقاصد

1۔ رسولِ خدا ﷺ کی سیرتِ طیبہ اور اخلاقِ حسنہ کے بارے میں علم حاصل کریں گے۔
2۔ نبی اکرم ﷺ کے اخلاقی اوصاف کو اپنی زندگی میں اپنانے کی کوشش کریں گے۔
3۔ اچھے اور بُرے اخلاق میں فرق سمجھ سکیں گے۔
4۔ اسلامی تعلیمات میں اخلاق کی اہمیت جان سکیں گے۔
5۔ رسولِ اکرم ﷺ کے اسوۂ حسنہ سے رہنمائی حاصل کرنے کا جذبہ پیدا کریں گے۔
6۔ اس سبق میں آنے والے اہم الفاظ اور تراکیب کو درست انداز میں استعمال کرنا سیکھیں گے۔
7۔ رسولِ اکرم ﷺ کے اخلاق کے بارے میں مختصر طور پر لکھ سکیں گے۔

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرتِ مبارک درحقیقت قرآن پاک کی عملی تفسیر ہے۔ جو حکم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اتارا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اس پر عمل کر کے دکھایا۔ حسنِ عمل اور حسنِ خُلق کی ہر تعلیم میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے پہلے اپنا نمونہ پیش فرمایا۔ ''جو کچھ قرآن میں تھا وہ سب مجسم ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں نظر آیا۔''

چند صحابی حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: ''یا اُمّ المؤمنین! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق بیان فرمایئے۔''

اُمّ المؤمنین نے جواب دیا: ''کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا؟ قرآن الفاظ و عبارت ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت اس کی عملی تفسیر۔''

انسان کے اخلاق، عادات اور اعمال کا بیوی سے بڑھ کر کوئی واقف کار نہیں ہو سکتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب نبوت کا اعلان فرمایا تو حضرت خدیجہؓ پندرہ برس تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت میں رہ چکی تھیں۔ اس مدت میں انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائل و عادات کا گہرا مشاہدہ کیا تھا۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نبوت کا اعلان کیا تو حضرت خدیجہؓ نے فوراً تصدیق کی اور فرمایا:

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! خدا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہرگز تنہا نہیں چھوڑے گا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرابت داروں کا حق ادا کرتے ہیں، مقروضوں کا قرض چکاتے ہیں، غریبوں کی مدد کرتے ہیں، مہمانوں کی خاطر تواضع کرتے ہیں، حق کی طرفداری کرتے ہیں، اور مصیبت میں لوگوں کے کام آتے ہیں۔''

یہ وہ اوصاف تھے جو بعثت سے پہلے ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نمایاں تھے۔

رشتہ داروں میں حضرت علیؓ سے بڑھ کر کوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دن رات کے حالات سے واقف نہ تھا۔ وہ گواہی دیتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنس مکھ، نرم طبیعت اور نیک اخلاق والے تھے۔ کسی سے سختی نہ کرتے، کسی کے عیب نہیں ڈھونڈتے، اور اگر کوئی فرمائش طبیعت کے خلاف ہوتی تو خاموش رہ جاتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی کسی کو صاف جواب دے کر مایوس نہیں کرتے تھے بلکہ اپنی خاموشی سے سمجھا دیتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارادہ کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل توڑنے کے بجائے دل جوڑنے کا مزاج تھا، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ''رؤف و رحیم'' تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کا حکم دیا مگر خود سب سے زیادہ نماز پڑھنے والے تھے۔ عام مسلمانوں پر پانچ وقت نماز

فرض تھی، مگر آپ ﷺ رات کے وقت تہجد بھی باقاعدگی سے ادا فرماتے۔

رات رات بھر عبادت میں کھڑے رہنے سے پائے مبارک میں ورم آجاتا۔ حضرت عائشہؓ عرض کرتیں: ''اللہ نے آپ ﷺ کو ہر طرح معاف کر دیا ہے، پھر کیوں اتنی تکلیف کرتے ہیں؟''

فرماتے: ''اے عائشہ! کیا میں خدا کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟''

یہ نماز خوف نہیں بلکہ محبتِ الٰہی کے جذبے سے سرشار ہوتی تھی۔

آپ ﷺ نے روزے کا حکم دیا تو خود ساری زندگی اکثر روزے رکھے۔ کوئی ہفتہ یا مہینہ روزوں سے خالی نہ ہوتا۔

زکوٰۃ اور خیرات کی تاکید فرمائی تو خود سب سے بڑھ کر سخی ثابت ہوئے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کبھی کسی سوال پر ''نہیں'' نہ کہتے تھے۔

آپ ﷺ کبھی اکیلے نہیں کھاتے تھے بلکہ تھوڑی سی غذا بھی سب کے ساتھ بانٹ لیتے۔

فرمایا کرتے: ''جو مسلمان قرض چھوڑ کر مر جائے، اس کا قرض مجھ پر ہے۔''

جب عرب کے گوشے گوشے سے دولت کے خزانے مدینہ پہنچنے لگے، تب بھی آپ ﷺ کا گھر فقر و سادگی کی علامت رہا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: ''رسول اللہ ﷺ اس دنیا سے تشریف لے گئے مگر دو وقت بھی سیر ہو کر کھانا نصیب نہ ہوا۔''

وفات کے وقت گھر میں تھوڑے سے جو کے سوا کچھ نہ تھا اور آپ ﷺ کی زرہ ایک یہودی کے پاس رہن رکھی ہوئی تھی۔ فرمایا کرتے: ''فرزندِ آدم کو ان چیزوں کے سوا کسی چیز کا حق نہیں: رہنے کو ایک جھونپڑا، تن ڈھانکنے کو کپڑا، اور پیٹ بھرنے کو روٹی و پانی۔''

یہ الفاظ نہیں، بلکہ آپ ﷺ کی زندگی کی سچی تصویر تھے۔

آپ ﷺ اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ اور نواسوں حسنؓ و حسینؓ سے بے حد محبت کرتے تھے، مگر یہ محبت دنیاوی زیب و زینت سے خالی تھی۔

ایک دن حضرت فاطمہؓ کے گلے میں ہار دیکھا تو فرمایا:

''اے فاطمہؓ! کیا تم چاہتی ہو لوگ کہیں کہ محمد ﷺ کی بیٹی گلے میں آگ کا طوق پہنتی ہے؟''

حضرت فاطمہؓ نے فوراً ہار بیچ کر ایک غلام آزاد کر دیا۔

اسی طرح حضرت عائشہؓ کے سونے کے کنگن اتروا دیے کہ رسولِ خدا ﷺ کی بیوی کو یہ زیبا نہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے: ''دنیا میں انسان کے لیے اتنا ہی کافی ہے جتنا ایک مسافر کو زادِ راہ۔''

ایک دن حضرت فاطمہؓ نے چکی پیستے پیستے ہاتھ زخمی کر لیے اور مشک اُٹھاتے اُٹھاتے سینہ زخمی ہو گیا۔ انہوں نے ایک خادمہ کی درخواست کی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''فاطمہؓ! بدر کے یتیم تم سے پہلے درخواست کر چکے ہیں۔''

یہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایثار تھا اپنی اولاد پر بھی دوسروں کو ترجیح دینا۔

فتحِ مکہ کے موقع پر وہی قریش کے سردار، جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن تھے، سرنگوں کھڑے تھے۔

یہ وہی لوگ تھے جنھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ظلم کیا، گالیاں دیں، راستوں میں کانٹے بچھائے، اور مسلمانوں کو ستایا۔

آج دس ہزار تلواریں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اشارے کی منتظر تھیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''قریش! بتاؤ، میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کروں؟''

انہوں نے کہا: ''آپ شریف بھائی اور شریف بھتیجے ہیں۔''

ارشاد فرمایا: ''آج میں وہی کہتا ہوں جو یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا ،آج کے دن تم پر کوئی الزام نہیں، جاؤ، تم سب آزاد ہو۔''

خود آزمائی

1. اس سبق میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرتِ مبارکہ کو کس چیز کی عملی تفسیر کہا گیا ہے؟
2. حضرت خدیجہؓ نے بعثت سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کن اوصاف کا ذکر کیا؟
3. حضرت علیؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبیعت کے بارے میں کیا بیان فرمایا؟
4. حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کے وقت کس عبادت میں مشغول رہتے تھے اور اس کے نتیجے میں کیا حالت ہو جاتی تھی؟
5. حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کا مقصد کیا تھا؟
6. رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھرانے کی زندگی کیسی تھی آسائش والی یا سادگی پر مبنی؟
7. حضرت فاطمہؓ نے خادمہ کی درخواست کیوں کی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا جواب دیا؟
8. نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ کے گلے کے ہار کو کیا قرار دیا؟
9. حضرت فاطمہؓ نے وہ ہار بیچ کر اس رقم سے کیا نیک عمل کیا؟
10. فتحِ مکہ کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دشمنوں سے کیا برتاؤ فرمایا؟

یونٹ نمبر......2

یوم آزادی

تحریر: پروفیسر نظیر صدیقی

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	یونٹ کا تعارف	15
	یونٹ کے مقاصد	15
-1	یوم آزادی (سبق)	16
-2	خود آزمائی	20

یونٹ کا تعارف

عزیز طلبہ و طالبات!

یہ سبق ہمارے پیارے وطن پاکستان کی آزادی کی جدوجہد، قربانیوں، اور قائدین کی کاوشوں کا احاطہ کرتا ہے۔ آپ اس سبق میں پڑھیں گے کہ برصغیر میں اسلام کیسے پھیلا، مسلمانوں نے کس طرح اپنی جداگانہ شناخت قائم رکھی، اور آزادی حاصل کرنے کے لیے کس قدر طویل جدوجہد کی۔

اس سبق میں محمد بن قاسم سے لے کر حضرت مجدد الف ثانی، شاہ ولی اللہ، سر سید احمد خان، علامہ اقبال اور قائداعظم محمد علی جناح تک کے کردار کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ سبق ہمیں یہ احساس دلاتا ہے کہ پاکستان بڑی قربانیوں کے بعد حاصل ہوا، اس لیے ہمیں اپنی آزادی کی قدر کرنی چاہیے اور وطن کی خدمت کو اپنا نصب العین بنانا چاہیے۔

یونٹ کے مقاصد

1. یومِ آزادی کی تاریخی اور دینی اہمیت کو سمجھ سکیں گے۔
2. برصغیر میں اسلام کے پھیلاؤ اور مسلمان معاشرے کے قیام کے پس منظر کو جان سکیں گے۔
3. مجدد الف ثانی، شاہ ولی اللہ، سر سید احمد خان، علامہ اقبال اور قائداعظم محمد علی جناح کی خدمات سے واقف ہو سکیں گے۔
4. دو قومی نظریے اور قراردادِ پاکستان کی بنیادی باتوں کو سمجھ سکیں گے۔
5. پاکستان کے قیام میں ہونے والی قربانیوں کا ادراک حاصل کر سکیں گے۔
6. اپنے وطن سے محبت اور اس کی بقا و ترقی کے جذبے کو مضبوط بنا سکیں گے۔

یوم آزادی

آج 14 اگست ہے۔ ہر طرف چہل پہل نظر آ رہی ہے۔ جگہ جگہ پاکستان کے جھنڈے لہرا رہے ہیں۔ بعض عمارتوں پر چھوٹے چھوٹے بلب پاکستان زندہ باد، یوم آزادی مبارک کی شکلوں میں دیے گئے ہیں۔ ریڈیو پر قومی نغمے گائے جا رہے ہیں۔ ٹی وی پر بھی قومی پروگرام پیش کیے جا رہے ہیں۔ آج شام جگہ جگہ چراغاں ہوگا۔ آج کی تاریخ ہماری قومی تاریخ کی سب سے اہم تاریخ ہے۔

آپ نے کبھی سوچا کہ آج کے دن ہم اتنی خوشیاں کیوں مناتے ہیں؟ بات یہ ہے کہ آج ہی کے دن 1947 میں ہمیں آزادی ملی اور ہمارا پیارا وطن پاکستان وجود میں آیا۔ یہ دن دیکھنے کے لیے ہماری قوم کو بڑی جدو جہد کرنا پڑی اور اس کے لیے بے شمار قربانیاں دی گئیں۔ اس جدو جہد اور ان قربانیوں کی داستان بڑی طویل اور دل خراش ہے لیکن اس کو جانے بغیر ان خوشیوں کی صحیح اہمیت کا اندازہ نہیں ہوسکتا۔

آٹھویں صدی عیسوی میں عراق کے گورنر حجاج بن یوسف نے محمد بن قاسم کی سکمان میں مسلمانوں کی ایک فوج سندھ بھیجی تاکہ وہ اس مسلمانوں کو رہا کرا سکے جو وہاں سے گزرتے ہوئے گرفتار کر لیے گئے تھے اور جن کا مال واسباب لوٹ لیا گیا تھا۔ محمد بن قاسم نے جنگ میں اسی علاقے کو فتح کر کے مسلمانوں کی عظیم سلطنت کا حصہ بنا دیا۔ وہاں چند سو عرب مسلمان آباد کر دیے گئے۔ ان کے اخلاق اور حسن سلوک کو دیکھ کر مقامی آبادی نے اسلام قبول کر لیا۔ اس طرح برصغیر ہند میں اسلامی معاشرے کی بنیاد پڑ گئی۔

گیارہویں صدی کے آغاز سے شمالی پنجاب میں مسلمانوں کی باقاعدہ آمد شروع ہوئی۔ مسلمان حملہ آور ہندو حکمرانوں کو شکست دے کر اپنی حکومت قائم کرتے چلے گئے۔ بعض نے ہندوستان کے اور علاقوں پر بھی قبضہ کر لیا۔ ہندوستان پر تقریباً ایک ہزار سال تک مسلمان حکمران رہے۔ سب سے طویل اور عظیم الشان حکومت مغلوں کی رہی۔

ہندوستان میں بت پرستی عام تھی ذات پات اور چھوت چھات کا رواج بھی قائم تھا۔ مسلمان ایک بہتر نظامِ حیات لے کر آئے۔ وہ ایک خدا کے ماننے والے تھے اور تمام انسانوں کو ایک دوسرے کے برابر سمجھتے اور ایک دوسرے کا بھائی مانتے تھے۔ یعنی وہ عقیدہ توحید، مساوات اور اخوت کا پیغام لے کر آئے تھے۔ اسلامی تعلیمات کو فیائے کرام نے اس طرح پھیلایا کہ مقامی لوگوں نے بڑی تعداد نے اسلام قبول کر لیا۔ ہندوستان میں جن بزرگوں اور صوفیوں نے اسلام

کی تبلیغ اور مسلمان معاشرے کے قیام میں نمایاں حصہ لیا ان میں حضرت داتا گنج بخش، خواجہ معین الدین اجمیری، بابا فرید الدین گنج شکر، خواجہ نظام الدین اولیا، بہاالدین زکریا، حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت اور حضرت لعل شہباز قلندر خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

مسلمان حکمرانوں نے کبھی ہندوستان کی غیر مسلم آبادی کے ساتھ اچھا سلوک کیا، انھوں نے غیر مسلموں پر اعتماد کیا او را پنی حکومتوں میں انہیں اچھے اچھے منصب دیے لیکن ان تمام باتوں کے باوجود ہندوں اور مسلمانوں میں ایک کشمکش جاری رہی۔ اس کشمکش کو دور کرنے کے لیے مغل بادشاہ اکبر کے زمانے میں دین الہی جیسا دین بھی ایجاد کیا گیا اور اشاعت اسلام کو روکنے کے لیے بھگتی تحریک جیسی تحریک بھی چلی اس طرح کی کوششوں اور تحریکوں سے خطرہ تھا کہ مسلمان اپنی جداگانہ حیثیت نہ کھو بیٹھیں۔ اس لیے سترہویں صدی میں حضرت مجدد الف ثانی نے ان تحریکوں کے خلاف جہاد کیا۔ وہ مسلمانوں کو ایک الگ قوم دیکھنا چاہتے تھے اسلام اور ہندوستانی مسلمانوں کی تاریخ میں ان کا بڑا اہم مقام ہے۔ جب تک مسلمان سیاسی اور روحانی طور پر مضبوط رہے ہندو انھیں کوئی نقصان نہ پہنچا سکے لیکن اٹھارویں صدی تک پہنچتے پہنچتے مسلمانوں میں دونوں قسم کی کمزوریاں آ گئیں۔ ان کی گرتی ہوئی حالت سنبھالنے کے لیے حضرت شاہ ولی اللہ نے بڑی کوششیں کیں۔ انھوں نے مسلمانوں کے سیاسی اور اخلاقی زوال کو روکنے کے لیے کئی کام کیے۔ بعد میں ان کے بیٹوں اور پیروں نے باقاعدہ جہاد میں حصہ لیا۔ لیکن مسلمان آپس کی نا اتفاقی اور غداری کی وجہ سے اپنے دشمنوں سے جنگ میں شکست کھاتے چلے گئے۔ آخر کا رحکمراں سے غلام ہو کر رہ گئے۔

مسلمانوں کی سیاسی کمزوریوں سے فائدہ اٹھا کر کبھی راجپوتوں نے ان کے خلاف سر اٹھایا، کبھی مرہٹوں نے کبھی سکھوں نے۔ آخر میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے انگریز تاجر بھی ہندوں کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف سازش کرنے لگے۔ رفتہ رفتہ انگریزوں کی طاقت اتنی بڑھ گئی کہ وہ ہندوستان کے مختلف صوبوں پر قابض ہو گئے۔ مغلیہ سلطنت کے آخری بادشاہ بہادر شاہ ظفر کی حکومت سمٹ کر دہلی تک محدود رہ گئی۔ 1857 کی جنگِ آزادی میں یہ حکومت بھی مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل گئی۔ انگریز پورے ہندوستان کے حکمران بن گئے۔

انگریزوں کے غلام تو ہندو بھی تھے لیکن اس غلامی سے زیادہ نقصان مسلمانوں کو پہنچا۔ پہلے تو انگریزوں نے مسلمانوں پر بڑے ظلم ڈھائے۔ بعد میں مسلمان، انگریز اور ہندو دونوں کے اقتصادی رویوں کا نشانہ بنتے رہے۔ دونوں نے مسلمانوں کو زیادہ کمزور بنانے کی کوششیں کیں۔

انیسویں صدی میں سر سید احمد خان نے مسلمانوں کی قیادت سنبھالی تو انھوں نے مسلمانوں کی طرف سے انگریزوں

کی بدگمانیوں کو دور کرنے کی کوشش کیں پھر انھوں نے مسلمانوں کو نئے حالات کے مطابق چلنے کا مشورہ دیا ان کا خیال تھا کہ مسلمان جدید تعلیم یعنی انگریزی تعلیم حاصل کیے بغیر موجودہ حالات کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔اسی لیے انھوں نے مسلمانوں کی تعلیمی ترقی پر زیادہ زور دیا۔مسلمانوں کی جدید تعلیم کے لیے ان کی ایک نہایت اہم کوشش علی گڑھ میں ایک کالج کا قیام ہے جو آگے چل کر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ بن گیا۔پاکستان کے بنانے میں اس یونیورسٹی کے طلبہ کی خدمات کو کبھی بھلایا نہیں جاسکتا۔
سر سید احمد خان رہنما تو مسلمانوں کے تھے لیکن وہ ہندوں اور مسلمانوں کی تاریخی کشمکش کے باوجود چاہتے تھے کہ وہ دونوں قو تیں مل کر رہیں اور ترقی کریں۔ان کی یہ آرزو پوری نہ ہو سکی۔اردو زبان اور اادب ہندوں اور مسلمانوں دونوں کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔جب سر سید احمد خان نے اردو زبان کی طرف ہندوں کے متعصّبانہ رویے کو دیکھا تو انھیں یقین آ گیا کہ یہ دونوں تو میں نہ تو مل کر رہ سکتی ہیں نہ ترقی کر سکتی ہیں۔

ہندوستان کی سب سے بڑی سیاسی جماعت آل انڈیا کانگریس ہے جس کی بنیاد 1885 میں پڑی۔اگر چہ اس جماعت میں مسلمان بھی شریک رہے ہیں لیکن اس میں سر سید احمد خان اکثریت ہندوں کی رہی ہے۔یہ جماعت ہندوں اور مسلمانوں کی متحدہ قومیت پر زور دیتی رہی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ہندو اور مسلمان دونوں ایک قوم ہیں کیونکہ دونوں ایک ملک ہندوستان میں رہتے ہیں۔

1906 ءہندوستانی مسلمانوں کی سب سے بڑی جماعت آل انڈیا مسلم لیگ وجود میں آئی جو دوقومی نظریے پر اصرار کرتی رہی۔س نظریے کا مطلب یہ ہے کہ ہندوستان کی بڑی تو میں دو ہیں۔ایک ہندو دوسرے مسلمان۔کیونکہ دونوں کے مذہب الگ الگ ہیں اور قومیت کی بنیاد وطن پر نہیں مذہب پر ہے۔مسلم لیگ نے مسلمانوں کے ایک اقلیت ہونے سے انکار کر دیا۔اس نے مسلمانوں کے ایک الگ قوم ہونے پر زور دیا۔

یہ بات شروع سے واضح تھی کہ انگریز ہندوستان پر ہمیشہ حکومت نہیں کر سکتے۔ایک نہ ایک دن انھیں ہندوستان کو آزاد کر دینا تھا۔دوسری جنگ عظیم جو 1939 سے شروع ہو کر 1945 میں ختم ہوئی اس کے بعد ہندوستان میں انگریزوں کا ٹھہرنا ناممکن ہو چلا تھا۔ان کی سیاسی طاقت بہت کمزور ہو چکی تھی۔

انگریز اپنے ساتھ جمہوری نظام لائے تھے جس میں معاملات اکثریت کے ووٹ سے طے ہوتے ہیں۔ہندوستان میں اکثریت ہندوں کی تھی اس کے معنی یہ تھے کہ انگریزوں کے چلے جانے کے بعد مسلمانوں کو ہندوں کے رحم و کرم پر زندگی بسر کرنا پڑتی۔صورت حال مسلمانوں کے لیے نقصان دہ بھی تھی اور تکلیف دہ بھی۔

بیسویں صدی میں ہندوستانی مسلمانوں کے سب سے بڑے رہنما قائداعظم محمد علی جناح تھے۔وہ کانگریس میں بھی

شامل رہے۔ کانگریس دعویٰ تو پورے ہندوستان کے لوگوں کی نمائندگی کا کرتی تھی لیکن عملاً وہ ہندوؤں کے حقوق کے تحفظ پر کمر بستہ رہی۔ قائداعظم مسلمانوں کی نمائندہ سیاسی تنظیم مسلم لیگ میں شامل ہوئے۔ انھوں نے مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے کانگریس کے ساتھ کئی مشہور معاہدے کیے مثلاً میثاق لکھنو، تجاویز دہلی وغیرہ۔ ہندو معاہدے تو کر لیتے تھے لیکن ان پر عمل نہیں کرتے تھے انگریزوں کی پالیسی بھی لڑاؤ اور حکومت کرو کی پالیسی تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان جگہ جگہ فسادات ہونے لگے۔ مسلمانوں کے ساتھ ملازمت اور کاروبار میں بھی بڑی ناانصافیاں ہونے لگیں۔

ان حالات کے پیش نظر ہندوستان کے مختلف علاقوں کی تقسیم کی تجویز سامنے آنے لگی اس تجویز کا مطلب یہ تھا کہ ہندوستان کے جن صوبوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہے وہ مسلمانوں کے حوالے کر دیے جائیں تاکہ مسلمان امن و امان کے ساتھ زندگی بسر کر سکیں۔ باقی صوبوں میں ہندوؤں کی حکومت ہو۔

تقسیم کی تجویز پیش کرنے والوں میں ہندو بھی تھے اور مسلمان بھی۔ لیکن اس تجویز قائداعظم محمد علی جناح کو اہمیت اس وقت حاصل ہوئی جب علامہ اقبال نے 1930 میں مسلم لیگ کے حکیم الامت علامہ محمد اقبال سالانہ اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے الہ آباد میں اس تجویز کو نہایت مدلل طور پر پیش کیا۔

1937ء میں قائداعظم نے مسلم لیگ کی صدارت سنبھالی۔ علامہ اقبال نے قائداعظم سے خط و کتابت کر کے انھیں اس بات کا قائل کیا کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے سیاسی اور معاشی مسائل کا تقسیم ہند سے بہتر حل کوئی اور نہیں۔

تقسیم ہند کی تجویز پیش کرنا ہے والوں میں چودھری رحمت علی نے اس ملک کا نام پاکستان تجویز کر دیا تھا جو مسلم اکثریت والے صوبوں کو ملا کر بنایا جا سکتا تھا۔ 1940 میں مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس (لاہور) میں قرارداد پاکستان منظور کی گئی یعنی مسلم لیگ نے طے کر لیا کہ اب پاکستان حاصل کر کے رہنا ہے۔ ہندو اور انگریز دونوں ہی اس فیصلے کے چودھری رحمت علی مخالف تھے۔ دونوں نے اپنی اپنی پوری قوت اس فیصلے کے خلاف لگا دی۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کی فرقہ وارانہ کشیدگی اور بڑھ گئی۔ فسادات میں اضافہ ہو گیا۔

قائداعظم پہاڑ کی طرح اس مقصد کے حصول پر ڈٹے رہے۔ ان کی غیر معمولی ذہانت اور تدبر کی بدولت سات سال کی مختصر مدت میں قرارداد پاکستان کا سفر طے ہو گیا۔ 14 اگست 1947 کو دنیا کے نقشے پر ایک نیا ملک پاکستان ابھر آیا۔ قائداعظم کو پاکستان کے لیے ہندوؤں اور انگریزوں سے انتہائی سخت دستوری جنگ لڑنا پڑی۔ اس کے باوجود انگریزوں کی حکومت نے پاکستان اس شکل میں نہ دیا جس میں اس کا مطالبہ کیا گیا تھا اور انصاف کے مطابق اسے جس شکل میں ملنا چاہیے تھا۔ ہندوؤں نے بے ایمانی سے دیے ہوئے پاکستان کو بھی ختم کر دینے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ پاکستان کے قیام کا

اعلان ہوتے ہی پورے ہندوستان میں فسادات کی آگ بھڑک اٹھی۔ان فسادات میں لاکھوں مسلمان انتہائی بے دردی سے مارے گئے۔بے شمار عورتیں، بیوہ اورلڑکیاں اغوا ہوگئیں۔لاکھوں بچے یتیم ہو گئے۔املاک لٹ گئیں۔مسلم اکثریت کے کئی علاقے پاکستان کونہیں ملے۔سرکاری اثاثوں کی تقسیم میں بھی بے ایمانی اور وعدہ خلافی سے کام لیا گیا غرضیکہ ہمیں اپنی آزادی اوراپنا وطن بہت بڑی قیمت چکانے کے بعد ملا ہے۔یہی وجہ ہے کہ یوم آزادی اتنی دھوم دھام سے منایا جارہا ہے جو چیز مشکل سے ملتی ہے اس کی خوشی بھی زیادہ ہوتی ہے اور ہوئی بھی چاہیے۔

خودآزمائی

سبق آپ نے اچھی طرح پڑھ لیا ہے،اب ذیل کے سوالوں کے مختصر جواب دیجیے:

1۔ محمد بن قاسم کوسندھ کیوں بھیجا گیا تھا؟

2۔ ہندوستان میں اسلام پھیلانے والے مشہور صوفی بزرگوں میں سے کسی دو کے نام لکھیں۔

3۔ حضرت مجدد الف ثانی نے کس چیز کے خلاف جہاد کیا؟

4۔ سرسید احمد خان نے مسلمانوں کی ترقی کے لیے کون سا اہم ادارہ قائم کیا؟

5۔ مسلم لیگ کب وجود میں آئی اور اس کا بنیادی نظریہ کیا تھا؟

6۔ علامہ اقبال نے الہ آباد کے اجلاس میں کیا تجویز پیش کی تھی؟

7۔ قراردادِ پاکستان کب منظور کی گئی؟

8۔ قائد اعظم محمد علی جناح کو مسلمانوں کا سب سے بڑا رہنما کیوں کہا جاتا ہے؟

9۔ پاکستان کے قیام کے وقت مسلمانوں کو کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا؟

10۔ ہم یومِ آزادی اتنی خوشی سے کیوں مناتے ہیں؟

1

یونٹ نمبر...... 3

حفظانِ صحت

تحریر: ڈاکٹر سلطانہ بخش

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	یونٹ کا تعارف	23
	یونٹ کے مقاصد	23
-1	حفظانِ صحت	24
-2	دانتوں کی صفائی اور حفاظت	28
-3	دانتوں کے لیے مفید	28
-4	ناخنوں کی صفائی اور حفاظت	29
-5	آنکھوں کی حفاظت	29
-6	لباس	31
-7	ورزش	32
-8	آرام اور نیند	33
-9	خود آزمائی نمبر 5-1	34

یونٹ کا تعارف

عزیز طلبہ و طالبات!

یہ یونٹ صحت و صفائی کی اہمیت اور انسانی زندگی میں تندرستی کے بنیادی اصولوں پر روشنی ڈالتا ہے۔

آپ اس سبق میں پڑھیں گے کہ تندرستی ہی تمام نعمتوں سے لطف اندوز ہونے کی اصل شرط ہے۔ سبق میں بتایا گیا ہے کہ صاف ستھری زندگی، متوازن غذا، ورزش، آرام، اور بیماریوں سے بچاؤ کے اصول اپنائے بغیر خوشگوار زندگی ممکن نہیں۔ آپ جانیں گے کہ جسمانی صفائی جیسے جلد، دانت، بال، ناخن اور آنکھوں کی دیکھ بھال ہماری صحت کی بنیاد ہے، اور ورزش، مناسب لباس، اور پرسکون نیند ہمارے جسم اور ذہن کو مضبوط بناتی ہیں۔

یہ سبق ہمیں یہ احساس دلاتا ہے کہ "تندرستی ہزار نعمت ہے" محض ایک کہاوت نہیں بلکہ ایک مکمل طرزِ زندگی ہے۔

یونٹ کے مقاصد

1. تندرستی کی اہمیت اور اس کے حقیقی معنی سمجھ سکیں گے۔
2. صفائی اور صحت کے بنیادی اصولوں سے واقف ہو سکیں گے۔
3. متوازن غذا، مناسب لباس، اور جسمانی ورزش کی افادیت بیان کر سکیں گے۔
4. دانتوں، جلد، بالوں، ناخنوں اور آنکھوں کی صفائی کے اصول سیکھ سکیں گے۔
5. آرام اور نیند کے صحت پر اثرات کو سمجھ سکیں گے۔
6. بیماریوں سے بچاؤ کے طریقے اور احتیاطی تدابیر بیان کر سکیں گے۔
7. اپنی روزمرہ زندگی کو صحت مند اور متوازن بنانے کا شعور حاصل کر سکیں گے۔

1- حفظانِ صحت

عام طور پر انسان کو خوش رہنے کے لیے کن کن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے؟ اچھی غذا، پسندیدہ ملبوسات، عمدہ اور آرام دہ مکان کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر مکان اس کی ملکیت نہ بھی ہو تو تب بھی وہ چاہتا ہے کہ جہاں وہ رہے وہاں کا ماحول خوشگوار ہو، اردگرد والے ملنسار اور ہمدرد ہوں، سیر و تفریح کے مواقع حاصل ہوں اور اتنی دولت ہو کہ حسب منشا اسے خرچ کر سکے۔ ایک شخص کو یہ سب نعمتیں اور آسائشیں حاصل ہیں لیکن وہ ان سے لطف اندوز نہیں ہو سکتا کیوں؟ اس لیے کہ وہ بیمار ہے۔ بیماری میں وہ اچھی اور عمدہ غذا کھا نہیں سکتا کہ ہضم نہیں ہوتی۔ پسندیدہ لباس پہن نہیں سکتا کہ بستر پر لیٹا ہوا ہے۔ خوبصورت اور آرام دہ گھر کی فضا سے لطف اندوز نہیں ہو سکتا کہ چلنے پھرنے سے معذور ہے سیر و تفریح اس کے لیے بیکار محض ہے کہ بیماری میں لاچار ہے، دیکھیے یہ سب نعمتیں جو اسے حاصل ہیں کوئی خوشی نہیں دے سکتیں اسے خوشیاں اس وقت نصیب ہوں گی اور وہ ان تمام نعمتوں سے اسی وقت لطف اٹھائے گا جب اس کی کھوئی ہوئی صحت واپس آجائے وہ تندرست اور صحت مند ہو جائے۔

آپ نے یہ مقولہ تو سنا ہوگا کہ تندرستی ہزار نعمت ہے اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے اس کائنات میں انواع و اقسام کی ہزاروں نعمتیں پیدا کی ہیں اور ہم ان نعمتوں سے فیض یاب ہوتے ہیں اور اس کا شکر بجا لاتے ہیں۔ ان تمام نعمتوں اور عنایات میں بہترین نعمت تندرستی ہے۔ لہذا ہم سب کا اخلاقی فرض ہے کہ بیماریوں سے بچیں اور تندرستی کو قائم رکھیں۔ تندرست رہنا انسان کا فرض ہے یہ ذمہ داری اس پر اس کی اپنی طرف سے، اس کے خاندان کی طرف سے، اس کے ہمسایوں کی طرف سے بلکہ اس کے پیدا کرنے والے خدائے بزرگ و برتر کی طرف سے عائد ہوتی ہے کیونکہ قدرت چاہتی ہے کہ ہم سب تندرست رہیں قدرت کے بنائے ہوئے اصولوں کے مطابق زندگی بسر کریں۔ جب ہم صحت کے اصولوں سے روگردانی کرتے ہیں تو اس کی پاداش میں ہمیں بیماری کی مصیبت اٹھانی پڑتی ہے۔ صحت قائم رکھنے کے لیے جو اصول متعین کیے گئے ہیں ان کی پابندی صحت کی ضامن ہے مگر ہمارے ملک کی ایک بہت بڑی اکثریت غیر تعلیم یافتہ ہونے کی وجہ سے حفظانِ صحت کے اصولوں سے ناواقف ہے۔ اس لیے اس امر کی ضرورت ہے کہ ہم صحت کے اصولوں سے پوری طرح واقف ہوں اور ان پر عمل کر کے معاشرے کے کارآمد فرد بنیں۔

صحت کے دو بنیادی اصول ہیں۔ ایک تو یہ کہ آپ کو مضبوط اور چست و چالاک بننا چاہیے دوسرے متعدی بیماریوں سے بچنا چاہیے۔ مضبوط اور چست و چالاک بننے کے لیے یہ ضروری ہے کہ:

1- آپ متوازن غذا مقررہ وقت پر کھائیں اور اپنا کافی وقت کھلی ہوا اور روشنی میں گزاریں۔

-2 اپنے لباس اور جسم کو صاف ستھرا رکھیں۔

-3 آپ کے جسم سے گندے مادے پینے کے ذریعے برابر نکلتے رہنے چاہئیں جس کے لیے روزانہ مناسب ورزش ضرور کرنی چاہیے۔

-4 آپ کام کے ساتھ مناسب آرام اور نیند کا بھی خیال رکھیں۔

-5 تمباکونوشی اور ہر قسم کی نشہ آور چیزوں سے قطعی پرہیز کریں۔

اگر ان تمام باتوں پر عمل کیا جائے تو آپ خوش وخرم رہیں گے اور ہر ایک سے خوش مزاجی سے پیش آئیں گے۔

اگر ہمیں جنگل میں سفر کرتے وقت درندہ نظر آ جاتا ہے تو ہم اپنی جان بچانے کے لیے کوئی تدبیر کرتے ہیں

بیماریاں بھی درندے کی طرح ہیں۔ اگر ہمیں یہ علم ہو کہ متعدی بیماری کے وہ چھوٹے چھوٹے جاندار جنھیں جراثیم کہتے ہیں نہایت مہلک ہوتے ہیں تو ہم ان سے بچ سکتے ہیں۔ ہیضہ، گردن توڑ بخار اور خناق وغیرہ کے جراثیم شیر سے کسی طرح کم خطرناک نہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ درندہ ہمیں نظر آتا ہے اور جراثیم نظر نہیں آتے۔ مگر ہم اتنا ضرور جانتے ہیں کہ بیماری پیدا کرنے والے جراثیم تاریک اور مرطوب جگہوں پر بڑی سرعت سے پرورش پاتے ہیں۔ ان امراض سے بچنے کے لیے ہمیں ماحول کی صفائی اور ہوا، پانی، غذا، مکان اور گلی کوچوں کو صاف ستھرا رکھنا چاہیے۔

-1 ایسے مریض جو متعدی امراض کے شکار ہوں انھیں علیحدہ رکھنا چاہیے۔

-2 جراثیم کش دواں کا استعمال کرنا چاہیے۔

-3 ایسے امراض سے بچنے کے لیے حفاظتی ٹیکے لگوانے چاہئیں۔

صحت مند رہنے کے لیے جن بنیادی اور اہم باتوں کا یاد رکھنا ضروری تھا ان کے متعلق آپ نے مختصر طور پر پچھلے صفحات میں پڑھا۔ اب ہم جسمانی صفائی، ورزش، آرام اور نیند کے بارے میں چند مدابیر کا ذکر کریں گے جن کو اختیار کر کے اور جن پر آپ انفرادی طور پر عمل کر کے تندرست رہ سکتے ہیں اور اپنی شخصیت میں نکھار پیدا کر سکتے ہیں۔ صفائی ایک ایسی حالت ہے جو خدا کو بھی پسند ہے اور اس کے بندوں کو بھی مرغوب ہے۔ صفائی کو نصف ایمان کہا گیا ہے۔ صفائی آپ کی صحت کی ضامن ہے اور صحت مندی، رعنائی اور دل کشی پیدا کرتی ہے لہذا ہم آپ کو اس سلسلے میں سب سے پہلے جسمانی صفائی کے متعلق بتائیں گے۔

جسمانی صفائی

جسمانی صفائی سے مراد جسم کے تمام حصوں کی صفائی ہے جس میں جلد کی صفائی ، دانتوں کی صفائی ، سر اور بالوں کی صفائی ، ناخنوں کی صفائی ، آنکھ ، کان اور حلق کی صفائی شامل ہے۔

جلد کی صفائی

تندرستی اور جسمانی نشوونما کے لیے جلد کو صاف حالت میں رکھنا ضروری ہے پسینے کے غدود اور جلد کے نیچے کے غدود ہر وقت جلد کے اوپر پسینے اور چکنائی کو خارج کرتے رہتے ہیں جس کی وجہ سے جلد نمدار اور چکنی رہتی ہے۔میل کی وجہ سے جسم اور لباس میں سے ناگوار بدبو آنے لگتی ہے جس کی وجہ سے کوئی بھی ایسے شخص کو پاس بٹھانا پسند نہیں کرتا۔اس کے علاوہ جلد کے اوپر میل کی تہہ جم جانے سے اس کے مسامات بند ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے کئی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔اس لیے نہایت ضروری ہے کہ جلد کو صاف رکھا جائے۔

1- جلد کو صاف کرنے کے لیے پانی سب سے بڑا ذریعہ ہے۔

2- مگر جسم کے میل میں چکنائی ہوتی ہے اس لیے پانی کے ساتھ صابن کا استعمال ضروری ہے۔

3- گرم پانی سے نہانا مفید ہے کیونکہ گرم پانی میں میل کی چکنائی زیادہ آسانی سے حل ہو جاتی ہے۔

گرم پانی سے غسل کرنے کا ایک اچھا وقت رات کو سونے سے پیشتر بھی ہے۔غسل کرنے کے فوراً بعد بستر میں لیٹ جانا چاہیے کیونکہ گرم پانی سے غسل کر کے ہوا میں نکل جائیں تو نزلے زکام کا احتمال بڑھ جاتا ہے۔

ٹھنڈے پانی سے غسل کرنے کے بعد جسم میں تازگی اور قوت محسوس ہوتی ہے لیکن چھوٹے بچوں اور بڑی عمر کے لوگوں کو گرم پانی سے ہی نہانا چاہیے ورنہ انھیں سردی لگ جانے کا زیادہ خطرہ ہوتا ہے۔

احتیاط

1- یہ خیال رکھیے کہ جب جسم گرمی سے تمتمایا ہو تو اس وقت نہانا نہیں چاہیے۔

2- زیادہ تھکان محسوس ہو رہی ہو تو ایسے وقت بھی نہانا نہیں چاہیے۔

3- کھانا کھانے کے بعد نہانے سے پرہیز کرنا چاہیے۔

سر کے بالوں کی صفائی اور حفاظت

بالوں کی صفائی بہت ضروری ہے۔ اگر آپ ان کو صاف نہیں رکھیں گی تو آپ کے بال گرنا شروع ہو جائیں گے، جوئیں پڑ جائیں گی خارش پیدا ہوگی اور بار بار کھجانے سے سر میں زخم پیدا ہو جائیں گے۔

بالوں کو درست حالت میں صاف اور چمکدار رکھنے کے لیے آپ بالوں کو:

1- صابن اور پانی سے ہر تیسرے دن دھوتی رہیے۔

2- روزانہ بلکہ دن میں دو مرتبہ کنگھی کرتی رہیے۔

3- برش کرنا بھی بالوں کے لیے بہت مفید ہے۔

روزانہ کچھ منٹ بالوں میں برش کرنے سے سر کی جلد میں دورانِ خون تیز ہوتا ہے جس کی وجہ سے بال مضبوط اور طاقت ور ہو جاتے ہیں اور زیادہ تعداد میں اگتے ہیں۔

سر کی جلد میں پسینہ اور چکنائی خارج ہوتی رہتی ہے۔ اگر سر کے بالوں کو صابن اور پانی سے نہ دھویا جائے تو یہی پسینہ اور چکنائی خشک ہو کر کھوپڑی پر جم جاتی ہے اور اس کے ساتھ گرد و غبار بھی جم جاتا ہے جس سے سر کے غدودوں کی نالیاں بند ہو جاتی ہیں اور سر میں خارش ہونے لگتی ہے.

2 - دانتوں کی صفائی اورحفاظت

جلد اور سر کے بالوں کی صفائی کے ساتھ ساتھ ہمیں دانتوں کی صفائی اور حفاظت بھی کرنا چاہیے ۔ چمک دار اور خوبصورت دانت ہر آدمی کے لیے ایک قابل قدر نعمت ہے ۔ اچھے دانت صرف خوبصورتی ہی نہیں بلکہ اچھی صحت کا بھی آئینہ ہیں ۔ عام طور پر ڈاکٹروں کے پاس جو مریض آتے ہیں ۔ ہاضمے اور معدے کی خرابی کی شکایت لے کر آتے ہیں ۔ ان میں زیادہ دانتوں کی خرابی سے بیمار ہوتے ہیں ۔ پائیریا (دانتوں کی بیماری جس میں مسوڑوں میں پیپ پڑ جاتی ہے اور منہ سے بدبو آنے لگتی ہے) سے بچنے کے لیے دانتوں کی صفائی اور احتیاط ضروری ہے ۔

اس سلسلے میں سب سے بڑی احتیاط یہی ہے کہ کھانے کے بعد دانتوں کو اچھی طرح صاف کیا جائے تا کہ ان کی ریخوں میں غذا کے ذرات باقی نہ رہ جائیں ۔ اگر دن میں ہر کھانے کے بعد صفائی ممکن نہ ہو تو کم از کم صبح کے وقت اور رات سونے سے پیش تر دانتوں کو صاف کرنا چاہیے ۔ رات کو دانتوں کی صفائی اس لیے ضروری ہے کہ غذا کے ریزے دانتوں کے ریخنوں میں رہ کر ایک خاص قسم کی تیزابیت پیدا کر دیتے ہیں جو دانتوں کو نقصان پہنچاتی ہے اور منہ میں بدبو پیدا کر دیتی ہے ۔ اگر دانت صحیح طور پر صاف نہ کیے جائیں تو دانتوں پر میل کی ایک موٹی تہہ جم جاتی ہے جس کی وجہ سے دانتوں کی جڑیں کمزور ہو جاتی ہیں ۔ دانت خراب اور بدنما ہو جاتے ہیں اور کچھ جراثیم غذا کے ساتھ معدے میں پہنچ کر طرح طرح کی بیماریاں پیدا کرتے ہیں ۔

3 - دانتوں کے لیے مفید

1- دانتوں کے لیے مناسب قسم کے برش کا استعمال مفید ہے ۔

2- نیم یا کیکر کی تازہ مسواک بھی دانتوں کی صفائی کے لیے بے حد مفید ہے ۔

3- گنے چوسنا بھی دانتوں کے لیے مفید مشغلہ ہے ۔

4- سیب اور انگور بھی منہ اور دانتوں کو صاف کرتے ہیں ۔

5- سخت اور مشکل سے چبائی جانے والی چیز دانتوں کی ورزش کے لیے مفید ہے ۔

6- غذا میں دودھ مکھن، پنیر، انڈے، سبز ترکاریوں اور پھلوں کا استعمال دانتوں کے لیے مفید ہے ۔

1

4 - ناخنوں کی صفائی اور حفاظت

ناخن ہماری جلد کا ہی ایک حصہ ہے۔ ناخنوں کو صاف رکھنا اس لحاظ سے اور بھی ضروری ہے کہ کھانا کھاتے وقت ہاتھوں کے ناخن غذا میں پہنچتے ہیں اور منہ میں بھی جاتے ہیں۔ اگر ناخن غلیظ حالت میں ہوں گے تو ان میں بہت کی بیماریوں کے جراثیم جمع ہو جائیں گے اور روہ خوراک کے ساتھ ہمارے جسم میں پہنچ کر بہت کی بیماریوں کا سبب بنیں گے۔ اس لیے ناخنوں کے سرے ہمیشہ تراشتے رہنا چاہیے۔ بڑھے ہوئے ناخنوں میں جراثیم پرورش پاتے ہیں۔

5 - آنکھوں کی حفاظت

آنکھ زندگی کی بیش بہا نعمتوں سے ایک نعمت ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ جسم کا ایک نہایت نازک حصہ ہے۔ اس لیے آنکھوں کی حفاظت کے لیے ہر ممکن احتیاط لازم ہے۔ جن چیزوں سے آنکھوں کو نقصان پہنچتا ہے

1- خراب روشنی میں لکھنا پڑھنا۔

2- بہت باریک حروف میں چھپی ہوئی کتابیں پڑھنا۔

3- کتاب کے کاغذ کا بہت چمک دار ہونا۔

4- چلتی گاڑی میں اخبار یا رسالے پڑھنا۔

5- کتاب کو بہت قریب یا بہت دور رکھ کر پڑھنا۔

6- بہت تیز روشنی، زیادہ ٹیلی ویژن اور سینما دیکھنا۔

7- سرد ہوا کے جھونکے اور گرد و غبار۔

8- زیادہ تیز دھوپ میں چلنا پھرنا۔

9- جسمانی کمزوری، ناقص غذا اور خراب ہوا۔

جن چیزوں سے آنکھوں کو نقصان پہنچتا ہے ان سے بچنے کے لیے احتیاط کرنے کے لیے آپ ہمیشہ یہ یاد رکھیے کہ:

1- مناسب روشنی میں پڑھیں۔ روشنی آنکھوں کی بجائے کتاب پر پڑنی چاہیے اور بائیں طرف سے آنی چاہیے تاکہ

1

کتاب پر ہاتھ کا سایہ نہ پڑے۔

-2 لکھتے یا پڑھتے وقت زیادہ مت جھکیں۔ کتاب کو آنکھوں سے تقریبا دس انچ کے فاصلے پر رکھیں آنکھیں خشک کرنے کے لیے کسی دوسرے کا استعمال شدہ تولیہ استعمال نہ کریں۔

-3 روشنی کی طرف زیادہ نہ دیکھیں۔ تیز روشنی کی چمک آنکھوں کے لیے مضر ہے۔

اگر آپ یہ احتیاط رکھیں گے تو یقینا آنکھیں صاف، چمکدار اور خوبصورت رہیں گی اور نظر خراب نہیں ہو گی۔

6- لباس

جسم کی صفائی میں لباس کو بڑا دخل ہے۔ آپ نے اس سبق میں پہلے پڑھا ہے کہ جلد سے پسینہ اور چکنائی خارج ہوتے ہیں۔ اس پر میل جم جائے تو مسام بند ہو کر بیماری پیدا کرتے ہیں۔ اس لیے نہایت ضروری ہے کہ جلد کو صاف رکھنے کے جو کپڑے جسم کے ساتھ لگے رہتے ہیں۔ انہیں جلد جلد تبدیل کیا جائے۔ صفائی کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ دن کو پہنا ہوا لباس رات کو نہ پہنا جائے۔

لباس کے انتخاب میں چند باتیں یاد رکھنی چاہئیں۔ آرام دہ لباس جسمانی صحت کے لیے مفید ہے۔ لباس کسی مناسب کپڑے کا ہوا اور نمی جذب کرنے والا ہونا کہ پینے کی رطوبت کو جذب کر سکے اور جسم کو سردی کے اثرات سے محفوظ رکھے۔ کپڑا مسام دار ہوتا کہ اس میں ہوا کی آمدورفت رہے۔ لباس تنگ نہ ہو کیونکہ تنگ لباس سے بہت سی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔

1- تنگ لباس اس قدر ٹھنڈا نہیں ہوتا جس قدر ڈھیلا لباس ہوتا ہے کیونکہ ڈھیلے لباس کے اندر زیادہ ہوا رہتی ہے۔

2- تنگ لباس جسم کی حرکت میں رکاوٹ پیدا کرتا ہے جس سے جسم کی بہت سی توتیں ضائع ہوجاتی ہیں۔

3- تنگ لباس خون کے دوران میں رکاوٹ پیدا کرتا ہے۔

ایسا لباس استعمال کرنا چاہیے جو موسم کے مطابق ہو، ڈھیلا اور آرام دہ ہو بعض لوگ سردی سے حفاظت کے خیال سے بہت سے کپڑے پہن لیتے ہیں۔ مگر یہ غلط ہے زیادہ کپڑے پہننے سے ہماری جلد جو جسم کی درجہ حرارت کو باقاعدہ رکھتی ہے، اپنا کام نہیں کرسکتی یہی وجہ ہے کہ جو لوگ زیادہ کپڑے پہنتے ہیں انھیں اکثر سردی لگ جاتی ہے یا نزلہ زکام رہتا ہے۔ اس کے علاوہ زیادہ لباس پہننے میں جسمانی قوت ضائع ہوتی ہے کیونکہ جس قدر کپڑے بھاری ہوں گے ان کے وزن کو برداشت کرنے میں اسی قدر قوت صرف ہوگی۔ بوڑھوں اور چھوٹے بچوں کو زیادہ گرم لباس پہننے کی ضرورت ہے۔ ان کا لباس گرم مگر ہلکا اور ڈھیلا ہونا چاہیے۔ لباس گرم ہو یا سوت کا ڈھیلا یا تنگ اس کا صاف ہونا ضروری ہے۔ دن کو پسینے والے لباس کو دھوپ میں ڈال دینا چاہیے تاکہ پسینہ خشک ہوجائے اور پسینے کی بدبو دور ہوجائے۔

لباس مناسب کپڑے کا ہو جو پسینے کی رطوبت جذب کر سکے اور جسم کو موسم کے اثرات سے محفوظ رکھ سکے۔ لباس آرام دہ ہلکا اور ڈھیلا ہونا چاہیے تاکہ دوران خون میں کسی قسم کی رکاوٹ نہ ہو۔

1

7- ورزش

جسمانی صفائی کے ساتھ انسانی صحت کے لیے ورزش اور حرکت بہت ضروری ہے۔ حرکت انسان کی فطری خصلت ہے اور انسان بقائے حیات کے لیے تگ و دو کرتا رہتا ہے۔ غاروں میں رہنے والے انسانوں کو بھی خونخوار جانوروں سے جان بچانے کے لیے تیز بھاگنا پڑتا تھا بڑی پھرتی کے ساتھ درختوں پر بھی چڑھنا پڑھتا تھا اور خوراک کے حصول میں خون پسینہ ایک کرنا پڑتا تھا لیکن جوں جوں تہذیب پھیلتی گئی، انسان کی زندگی پرسکون ہوتی گئی۔ اب اسے خوراک کے لیے جنگلوں میں مارا مارا پھرنا نہیں پڑتا بلکہ اسے گھر میں بیٹھے بیٹھے ہر چیز میسر آنے لگی ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہم کاہل اور آرام طلب ہو گئے ہیں۔ مگر اس عیش و آرام کی قیمت ہمیں اس طرح ادا کرنی پڑتی کہ نہ ہم جفاکش رہے اور نہ ہم میں پہلی سی قوت اور توانائی رہی ہم یہ قوت، چستی اور پھرتی اسی وقت پیدا کر سکتے ہیں جب ہم ورزش سے اپنے آپ کو چاق و چوبند رکھیں۔

ورزش سے انسانی جسم کے عضلات پھیلتے اور سکڑتے ہیں جس سے خون کا دوران تیز ہو جاتا ہے ورزش کے دوران سانس گہرا اور جلدی جلدی آنے لگتا ہے جس کی وجہ سے آکسیجن کی زیادہ مقدار پھیپھڑوں میں پہنچ کر خون کے ساتھ شامل ہوتی ہے۔ ورزش کے دوران زیادہ پسینہ خارج ہوتا ہے جس سے جسم کے فاسد مادے خارج ہو جاتے ہیں اور خون صاف ہوتا ہے۔ ورزش ہماری بھوک کو بڑھاتی ہے اور ہاضمہ کو تیز کرتی ہے۔ نیند خوب آتی ہے۔ ہماری ہڈیاں اور عضلات مضبوط ہو جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ ورزش کرنے سے دماغ بہتر طریقے سے کام کرنے لگتا ہے۔

آپ صحت مند، توانا اور تندرست رہنا چاہتے ہیں تو ورزش کو اپنا معمول بنا لیجیے۔

1- ورزش کے لیے صبح اور شام کا وقت بہترین وقت ہے کیونکہ اس وقت موسم گرم نہیں ہوتا۔

2- وقتہ ورزش روزانہ باقاعدگی کے ساتھ کیجیے اور مناسب مقدار میں کیجیے۔

3- زیادہ تر ورزش تھکان پیدا کرتی ہے جس سے جسم کے دوسرے اعضا پر بار پڑتا ہے جو کسی حالت میں مفید نہیں۔

4- کھانا کھانے کے بعد ورزش کرنے سے پرہیز کیجیے۔

8- آرام اور نیند

تندرستی کے لیے جس قدر ورزش ضروری ہے اسی قدر جسم اور دماغ کو مکمل آرام اور سکون کی بھی ضرورت ہے۔ کیونکہ آرام کے دوران ہماری قوت کا ذخیرہ جمع ہوتا ہے جو ضرورت کے وقت کام آتا ہے چنانچہ مکمل اور بہترین آرام ہمیں نیند کی حالت میں میسر آتا ہے۔ نیند کے دوران دل کی رفتار دھیمی پڑ جاتی ہے۔ دماغی قوتیں تازگی اور طاقت حاصل کرتی ہیں۔

سونے کے لیے بہترین وقت رات کا ہے قدرت نے رات آرام کرنے کے لیے بنائی ہے لہذا اچھی نیند آنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ سونے کا کمرہ شور وغل سے محفوظ ہو۔ سوتے وقت کمرے میں تازگی ہو، کھڑکیاں اور روشن دان کھلے رکھے جائیں۔ فرش پر سونے کے مقابلے میں پلنگ یا چارپائی پر سونا زیادہ مفید ہے، کیونکہ پلنگ پر سونے کی صورت میں ہوا سونے والے کے چاروں طرف گردش کرتی رہتی ہے۔ نیز فرش پر سونے سے فرش کے قریب موجود گرد وغبار سانس کے ذریعے جسم کے اندر پہنچ جاتا ہے۔ سونے کے کمرے میں بہت تھوڑا فرنیچر ہونا چاہیے۔ بستر اور تکیہ صاف ستھرا ہونا چاہیے۔ سوتے وقت جسم پر ڈھیلا ڈھالا لباس ہو۔ بعض لوگ سردی کے موسم میں منہ اور سر پیٹ کر سوتے ہیں۔ یہ خراب عادت ہے سوتے وقت منہ اور سر ہمیشہ کھلا رکھیے۔ سونے سے پہلے ہلکی غذا استعمال کیجیے۔ خالی پیٹ سونا مضر ہے۔ زیادہ مقدار میں کھانے یا ثقیل اور دیر ہضم غذائیں کھانے سے اچھی طرح نیند نہیں آتی۔ رات کو سوتے وقت دائیں طرف کروٹ لے کر سونا چاہیے۔

گہری نیند کے لیے ذہنی سکون بہت ضروری ہے۔ بعض اوقات تفکرات، غم اور پریشانی سے نیند نہیں آتی۔ اچھی اور گہری نیند صحت اور تندرستی کے لیے بہت ضروری ہے۔ اس کے لیے آپ اتنا آرام کیجیے جو صحت کے لیے ضروری ہے۔ اچھی اور زود ہضم غذا کھانے اور اپنے ذہن کو تفکرات سے دور رکھیے۔ اگر آپ کی جسمانی صحت اچھی ہوگی تو مشکلات کے وقت آپ بدحواس نہ ہوں گے اور ناسازگار حالات کا مردانہ وار مقابلہ کر سکیں گے۔ دوسرے یہ کہ اپنے اوپر بھروسہ کیجیے۔ دوسرے کے بل بوتے پر کوئی کام نہ کیجیے۔ دنیا میں ہر شخص اچھے اور برے حالات سے گزرنا ہے لہذا اپنی بہتری کے لیے سکون قلب کے ساتھ کوشش کرتے رہیے جو چیز آپ کے پاس نہیں ہے اور نہ آپ کو مل سکتی ہو اس کا غم نہ کیجیے۔ اس کے علاوہ یہ کہ کچھ ایسے مشاغل اختیار کیجیے جن سے آپ کو دلچسپی ہوتا کہ آپ کو ذہنی سکون ملے۔ اپنی زندگی کو متوازن بنایئے کیونکہ ایسے شخص کی ہر آدمی تعریف کرتا ہے جو نامساعد حالات میں گھبراتا نہیں۔ اسی صورت میں وہ مفید کام کر سکتا ہے اور مضر کاموں سے بچ سکتا ہے۔ خودنمائی اور خود پسندی سے دور رہیے۔ خود اعتمادی پیدا کیجیے۔ ایسا کرنے سے یقیناً آپ کو ذہنی سکون ملے گا جو آپ کی صحت کا ضامن ہوگا۔

خودآزمائی

سبق کوغور سے پڑھنے کے بعد ذیل کے سوالوں کے مختصر جواب دیجیے:

1۔ انسان کے خوش رہنے کے لیے کن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے؟
2۔ بیمار شخص زندگی کی نعمتوں سے لطف کیوں نہیں اٹھا سکتا؟
3۔ تندرستی ہزار نعمت ہے" سے کیا مراد ہے؟
4۔ صحت قائم رکھنے کے دو بنیادی اصول کون سے ہیں؟
5۔ جسم کو صاف رکھنے کے لیے سب سے بڑا ذریعہ کیا ہے؟
6۔ بالوں کی صفائی کے لیے کن باتوں کا خیال رکھنا چاہیے؟
7۔ دانتوں کی صفائی نہ کرنے سے کون سی بیماری لاحق ہوسکتی ہے؟
8۔ ناخنوں کو تراشنا کیوں ضروری ہے؟
9۔ آنکھوں کو نقصان پہنچانے والی تین عادات لکھیں۔
10۔ لباس کے انتخاب میں کن باتوں کا خیال رکھنا چاہیے؟
11۔ ورزش کرنے کے کیا فائدے ہیں؟
12۔ آرام اور نیند تندرستی کے لیے کیوں ضروری ہیں؟
13۔ اچھی نیند کے لیے کن باتوں کا خیال رکھنا چاہیے؟
14۔ ذہنی سکون اور خود اعتمادی کا صحت سے کیا تعلق ہے؟

یونٹ نمبر...... 4

مکالمہ نویسی

تحریر: نورینہ تحریم بابر

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	یونٹ کا تعارف	37
	یونٹ کے مقاصد	37
-1	مکالمہ کیا ہے؟	38
-2	مکالمہ نویسی	38
-3	سفر پر جانے کی تیاری (نمونہ مکالمہ)	39
-4	خود آزمائی (سبق اول)	41
-5	جوابات	41
-6	رکشے والے سے گفتگو	42
-7	خود آزمائی (سبق دوم)	43
-8	جوابات	44
-9	کسٹم آفیسر سے گفتگو	45
-10	ٹیکسی ڈرائیور سے گفتگو	46
-11	خود آزمائی (مکمل یونٹ کے لیے)	48

یونٹ کا تعارف

عزیز طلبہ وطالبات!

یہ یونٹ آپ کو روزمرہ زندگی میں استعمال ہونے والے مکالموں سے روشناس کراتا ہے۔ہم سب اپنی زندگی کے مختلف موقعوں پر دوسروں سے بات چیت کرتے ہیں۔ یہ گفتگو ہماری شخصیت،سوچ،تہذیب اور اخلاق کا مظہر ہوتی ہے۔اس سبق میں آپ سیکھیں گے کہ مکالمہ کیا ہے،اسے مؤثر انداز میں کیسے لکھا اور بولا جاسکتا ہے،اور مختلف حالات مثلاً سفر،خریداری یا ملاقات کے دوران کس طرح شائستہ اور بامقصد بات چیت کی جاتی ہے۔

یونٹ کے مقاصد

اس یونٹ کو پڑھنے کے بعد آپ:

1۔ مکالمے کی تعریف اور اہمیت سمجھ سکیں گے۔
2۔ روزمرہ زندگی کے مختلف مواقع پر مکالمہ کرنے کا سلیقہ سیکھ سکیں گے۔
3۔ مؤثر اور شائستہ انداز میں گفتگو کرنے کی صلاحیت حاصل کریں گے۔
4۔ مکالمہ نویسی کے اصولوں اور خوبیوں کو سمجھ سکیں گے۔
5۔ دیے گئے مختلف مکالموں کو پڑھ کر ان کے مطابق اپنی گفتگو ترتیب دینے کے قابل ہوں گے۔

1

1 - مکالمہ کیا ہے؟

عزیز طلبہ وطالبات !

دوافراد کی آ پس کی گفتگو یا بات چیت کو مکالمہ کہتے ہیں دوافراد کی آ پس کی گفتگو یا مکالمے سے اس کی شخصیت، اس کے ذہن اوراس کی صلاحیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے گویا ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ مکالمہ دراصل ایک انسان کی پہچان کا نام ہے لفظوں کا استعمال ہی انسانوں کو دوسرے جانداروں سے ممتاز کرتا ہے۔ انسان مکالمے کے ذریعے جتنی وضاحت، تفصیل اور سہولت سے اپنی بات مقصد دوسروں تک پہنچا سکتا ہے دیگر جاندار اس سے محروم ہیں اور انسان کے برتر مخلوق ہونے کی ایک وجہ یہی مکالمے کی صلاحیت ہے۔

عام زندگی میں ہمیں ہر لحظہ مکالمے ادا کرنے پڑتے ہیں۔ گھر میں جو بات چیت ہم ماں باپ، بہن بھائی کے ساتھ کرتے ہیں وہ بھی ایک مکالمے کی صورت ہے۔ گھر سے باہر کسی سہیلی کے ساتھ، دکاندار کے ساتھ کسی تانگے والے، رکشہ والے، ٹیکسی والے کے ساتھ یا پھر بس میں، ٹرین میں سوار ہونے کے لیے جہاز کے سفر کے لیے گویا ہر جگہ میں اپنی بات سمجھانے اور دوسروں کا مقصد سمجھنے کے لیے مکالمے کا سہارا لینا پڑتا ہے۔

2 - مکالمہ نویسی

ہم ایک ہی زبان کو مختلف سطح پر استعمال کرتے ہیں ایک بزرگ جس طرح زبان استعمال کرتا ہے وہی زبان ایک ننھا بچہ بالکل مختلف انداز میں استعمال کرے گا اس طرح ایک پڑھے لکھے شخص کی بات چیت ایک ان پڑھ کی بات چیت سے بالکل مختلف ہوسکتی ہے۔ ایک شہر کی رہنے والی ایک گاؤں کی طالبہ سے مختلف انداز میں بات چیت کرسکتی ہے یہی وجہ ہے کہ مکالمے سے بولنے والے شخص کی حیثیت، عمر، مزاج کا اندازہ ہوجاتا ہے اور یہ بھی کہ وہ معاشرے کے کس طبقے سے تعلق رکھتا ہے۔

اس یونٹ میں ہم آپ کو سفر کے دوران پیش آنے والی امکانی صورت حال میں ادا کیے جانے والے مکالموں کے بارے میں بتائیں گے۔ اچھی بات چیت وہ ہوتی ہے جس میں آپ اپنی بات دوسرے کو پوری کی پوری سمجھا سکیں۔ دوست احباب یا گھر کے افراد کے ساتھ ہونے والی بات چیت یا مکالمہ مختلف نوعیت کا ہوگا۔ ہوسکتا ہے کہ دوستوں کے درمیان یا گھر

میں آپ کوئی بات بڑے تفصیل انداز میں سمجھا رہے ہوں لیکن بازار کے مکالمے یا گھر سے باہر بولے جانے والے مکالے عموماً مختصر اور دوٹوک ہوتے ہیں ویسے بھی اختصار اایک اچھے مکالمے کی بنیادی خوبی ہے یعنی آپ یوں سمجھ لیں کہ اچھا مکالمہ وہ ہے جو مختصر بھی ہو اور اس میں بات بھی اچھی طرح سے سمجھا دی جائے۔ آیئے نمونے کے طور پر چند مکالمے پڑھتے ہیں۔

3 - سفر پر جانے کی تیاری

آمنہ اپنے ماموں سے ملنے دوسرے شہر جارہی ہے۔ اس کے ساتھ اس کے بڑے بھائی جان اور بھابھی بھی ہیں یہ سب لوگ سفر کی تیاری کر رہے ہیں۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ ان سب میں کیا بات چیت ہو رہی ہے؟

بھائی جان: بھئی آمنہ اب کتنی دیر باقی ہے آپ لوگوں کی تیاری میں۔ ابھی ریلوے اسٹیشن بھی پہنچنا ہے اور پھر ٹرین میں جگہ بھی تلاش کرنی ہے۔

آمنہ: بھائی جان بس ہم تو تیار ہیں۔ آپ نکلیں تو............ بھابی جان کو آواز دیتی ہے۔

آمنہ: بھابی جان! میرا جامنی رنگ کا سوٹ آپ نے اپنے صندوق میں رکھا تھا نا............؟

بھابھی جان: ''ہاں رکھا تھا............ لیکن سنو اس کے ساتھ کا ڈوپٹہ کہاں ہے میرا خیال ہے وہ ساتھ نہیں تھا۔''

آمنہ: ''وہ ساتھ نہیں تھا............؟ نہیں بھابی آپ دوبارہ دیکھیں میں نے تو ساتھ ہی رکھا تھا۔''

(بھابی جان صندوق کو دوبارہ کھول کر دوبارہ دیکھتے ہوئے کہتی ہیں)۔

بھائی جان: دیکھ لیتی ہوں لیکن مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ وہ ساتھ نہیں تھا اور............ یہ دیکھ لو............ یہ رہا تمہارا جامنی سوٹ اور اس کے ساتھ دوپٹہ نہیں ہے۔

آمنہ: ''ہائے! تو پھر وہ کہاں گیا؟''

بھائی جان: ہاں بھئی............ اب کیا تیاری باقی ہے............؟

بھابھی جان: بس ہم تو تیار ہیں............ آ آمنہ میرے ساتھ ذرا اس صندوق کو بند تو کروا دو۔ کم بخت پتا نہیں کس قسم کے صندوق بننے لے ہیں آج کل۔ ایک آدمی کے تو قابو ہی نہیں آتے؟

بھائی جان: تو میں جاؤں رکشہ لینے۔

بھابھی جان: ہاں بھئی آپ جائیں، آپ کو کس نے روکا ہے؟

آمنہ: ''بھابی میرا دوپٹہ'' ....؟

بھابھی: ''بچے ذرا تلاش کرلو............ مجھے تمھارے بھائی کا تولیہ نہیں مل رہا۔''

آمنہ اپنا بیگ کھول کر تلاش کرتی ہے لیکن دوپٹہ نہیں ملتا۔

بھابی جان: اچھا دوپٹے بھی تلاش کرلینا یہ بتاؤ کہ ٹوتھ برش رکھ لیے ہیں اور بالوں میں پھیرنے والا برش بھی رکھ لو کنگھی اور بالوں کا برش بھی اپنا اپنا ہونا چاہیے۔

آمنہ: ہاں بھئی! وہ تو میں نے اپنے بیگ میں رکھ لیے ہیں۔ لیکن میرا دوپٹہ؟

(امی جان یہ ساری تیاری بڑے غور سے دیکھ رہی ہیں)۔

امی جان: بیٹی آمنہ وہ جو کل رات تم نے نئے جوتے خریدے تھے رکھ لیے ہیں؟

آمنہ: جی امی جان رکھ لیے ہیں۔

امی جان: اور بیٹا پانی کا گلاس اور تھرماس رکھ لیا ہے راستے میں پیاس لگ سکتی ہے؟

بھابی جان: جی ہاں امی جان وہ بھی رکھ لیا ہے۔

بھائی جان: چلو بھئی جلدی چلو............رکشہ آ گیا ہے۔

بھابی جان: ہاں بھئی چلیے ہم تیار ہیں۔

آمنہ: لیکن بھائی جان جب تک میرا دوپٹہ نہیں ملتا میں نہیں جاؤں گی۔

بھائی جان: (گھبرا کر) کون سا دوپٹہ بھئی اب چلو بھی۔

آمنہ: میرا جامنی دوپٹہ کھو گیا ہے۔

بھائی جان: اور یہ جو تمھارے گلے میں ہے یہ ہوتا ہے نا جامنی رنگ............؟

بھابی جان: ارے ہاں آمنہ یہی تو ہے تمھارا جامنی دوپٹہ۔ اے لو: وہ کیا کہتے ہیں لڑکا بغل میں ڈھنڈورا شہر میں۔ اب چلو۔

اور اب امی جان کو آداب عرض کرتے اور دعائیں لیتے سفر پر روانہ ہوجاتے ہیں۔

4 - خودآزمائی

آپ نے آمنہ، بھائی جان اور بھائی جان کا مکالمہ پڑھا۔اب اس کی روشنی میں درج ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

1- آمنہ سفر کی تیاری کے دوران اپنی کون سی چیز کہاں بھول گئی تھی؟

2- آپ بتائیے کہ کیا دوسروں کی استعمال شدہ کنگھی یا بالوں کا برش استعمال کرنا چاہیے۔

3- امی جان نے ضرورت کی کون سی چیز ساتھ رکھنے کی تاکید کی تھی؟

4- بھابی جان نے سفر کی تیاری کے دوران آمنہ سے کس کام میں مدد لی تھی؟

5- ایک اچھے مکالمے کی سب سے اہم خوبی کون سی بیان کی گئی ہے؟

6- لڑکا بغل میں ڈھنڈوراشہر میں کا مطلب کیا ہے اور یہ کس موقع پر بولتے ہیں؟

5 - جوابات

1- جامنی دوپٹہ جو گلے میں تھا ہے

2- نہیں

3- پانی کا گلاس اور تھرماس

4- صندوق بند کرنے میں

5- اختصار

6- یہ ایک محاورہ ہے اور ایسے موقع پر کہتے ہیں جب پاس پڑی کوئی چیز دور تلاش کی جارہی ہو۔

1

6 - رکشے والے سے گفتگو

آمنہ، اس کے بھائی جان اور بھائی گھر سے باہر کھڑے چار سواریوں والے بڑے رکشے 1 کی طرف بڑھتے ہیں۔ بھائی جان آ گئے ہیں۔

بھائی جان: ہاں بھئی رکشے والے ذرا یہ سامان اٹھانے میں کچھ مدد کرو۔

رکشے والا: یہ ہمارا کام تو نہیں ہے باؤ جی .... لیکن چلیے: آپ کے ساتھ خواتین ہیں تو سامان اٹھا لیتا ہوں۔

بھائی جان: مہربان بھئی۔ ہاں .... یہ بھی رکھو .... ہاں ٹھیک ہے۔

رکشے والا: باؤ جی ایک بات ہے۔

بھائی جان: وہ کیا۔

رکشہ والا: کرایہ پانچ روپے زیادہ ہوگا اب۔

بھائی جان: پندرہ روپے طے ہیں۔

رکشے والا: باؤ جی اتنے سامان کا آپ نے نہیں بتایا تھا آپ نے کہا تھا تین سواریاں ہیں۔

بھائی جان: ہاں تین سواریاں تو کہا تھا لیکن تین سواریوں کے ساتھ تھوڑا سا سامان بھی ہوگا۔

1- پاکستان کے بعض شہروں میں چار سواریوں والے بڑے رکشے بھی چلتے ہیں۔

رکشے والا: دیکھ لیں باؤ جی غریب آدمی کے ساتھ زیادتی نہ کریں ایک تو بڑے رکھنے میں آپ سفر کریں گے، سامان

بھی زیادہ ہے بس پورے بیس لوں گا۔

بھائی جان: زیادتی کی تو کوئی بات نہیں ہے پندرہ روپے طے کیے ہیں۔

(بھابی جان اپنے میاں کے کان میں کچھ کہتی ہے۔)

بھائی جان: اچھا چلو ہمیں دیر ہو رہی ہے اور آپ زیادتی کر رہے ہیں ورنہ ہم کوئی اور رکشہ لے لیتے۔ اب چلو۔

(تینوں سوار ہو جاتے ہیں)۔

رکشہ والا: غریب آدمی کیا زیادتی کرے گا باؤ جی۔ بس پورے...... میں روپے اور رکشہ اسٹارٹ ہو کر یہ جا وہ جا

7 - خود آزمائی

آپ نے رکشے والے کے ساتھ مکالمہ پڑھا۔اب آپ یوں کریں کہ ایک مکالمہ آپ بھی تحریر کریں
''مسافر کی گفتگو تانگے والے کے ساتھ۔''

اس میں ہم آپ کی مدد کرتے ہیں اور تانگے والے کی بات چیت درج کر دیتے ہیں آپ مسافر کی گفتگو خود لکھیں اور یوں مکالمہ مکمل کریں۔

مسافر:

تانگے والا: ہاں جی باؤ جی چلے جائیں گے چوبرجی !(یہ لاہور میں ایک جگہ کا نام ہے۔)

مسافر:

تانگے والا: باؤ جی سالم تانگے کے بیس روپے ہوں گے۔

مسافر:

تانگے والا: چوبرجی جانے والی سواریاں یہاں سے کہاں ملیں گی باؤ جی۔صرف آپ کو لے کر جانا ہے۔

مسافر:

تانگے والا: زیادہ کہاں ہیں باجی۔رکشے ٹیکسی والوں کو لوگ اس فاصلے کے چالیس روپے دے دیتے ہیں لیکن ہمیں نہیں دیتے۔

مسافر:

تانگے والا: اپنی بات باؤ جی کیا کریں۔ساتھ یہ بے زبان جانور بھی ہے اس کے چارے چوکر کا انتظام بھی کرنا ہوتا ہے۔

مسافر:

تانگے والا: پندرہ روپے چلو ٹھیک ہے باؤ جی !لیکن کوئی بندہ راستے میں مل گیا تو بٹھا لیں گے۔

مسافر:

تانگے والا: اچھا باو جی بیٹھیں اللہ کا نام لے کر۔

1

8 - جوابات

مسافر: کیوں بھئی چوبرجی چلو گے؟

تانگے والا:

مسافر: کرایہ کیا لو گے؟

تانگے والا:

مسافر: تم سواریاں بٹھا لینا مجھے سالم تانگہ کیا کرنا ہے؟

تانگے والا:

مسافر: نہ بھئی بیس روپے تو بہت زیادہ ہیں۔

تانگے والا:

مسافر: بھیان کی بات چھوڑ دے اپنی کرو۔

تانگے والا:

مسافر: اچھا چلو پندرہ روپے لے لینا سالم تانگے کے۔لیکن اب راستے میں سواری نہیں اٹھانی۔

تانگے والا:

مسافر: نا بابا نا سواری کے انتظار میں آپ تو ٹانگہ روک کر کھڑے ہو جائیں گے مجھے دیر ہو جائے گی۔

9 - کسٹم آفیسر سے گفتگو

عامر اور بیگم عامر دبئی سے واپس کراچی پہنچے ہیں ان کے ساتھ تین صندوق ایک بیگ ہے۔ ایر پورٹ پر کسٹم آفیسر سے گفتگو ہو رہی ہے۔

کسٹم آفیسر: خوش آمدید۔ جناب

عامر: شکریہ

کسٹم آفیسر: یہ تینوں صندوق آپ کے ہیں؟

عامر: جی............جی ہاں............

بیگم عامر: اور یہ سیاہ بیگ بھی ہمارا ہے۔

کسٹم آفیسر: اور............پھر لائیے............ یہاں ڈیسک پر رکھ دیجیے۔

عامر ایک صندوق اٹھا کر میز پر رکھتا ہے۔

کسٹم آفیسر: اسے کھولیے۔

عامر: جناب اس میں میرے کچھ کپڑے ہیں چند ایک تو دھونے والے بھی ہیں ایک دو جوڑے جوتوں کے بھی ہوں گے۔

کسٹم آفیسر: چلیے وہی دیکھ لیتے ہیں صندوق تو کھولیے۔

بیگم عامر: دیکھیے آپ کو ہم پر یقین کرنا چاہیے ہم سچ بول رہے ہیں۔

کسٹم آفیسر: اور ہاں جناب یہ باقی صندوق بھی ادھر لائیے۔............ یہاں۔

عامر: (صندوق کھولتے ہوئے) بس ذرا پیکنگ کا خیال تھا۔ یہاں سب سامان کھول کر دوبارہ اسی طرح پیک کرنا ذرا مشکل ہے۔

کسٹم آفیسر: جی ہمیں آپ کی مشکل کا خیال ہے لیکن ہمیں بہر حال دیکھنا پڑتا ہے۔

عامر: جی آپ اطمینان سے دیکھ لیجیے۔

کسٹم آفیسر: تینوں صندوق چیک کرتا ہے اور صندوقوں کی چٹوں پر مہر لگا کر جانے کے لیے کہتا ہے۔

بیگم عامر: یہ بیگ رہ گیا ہے............اسے بھی چیک کر لیں۔

کٹم آفیسر (مسکراتے ہوئے) جی ٹھیک ہے............آپ جائیے۔

بیگم عامر :اس بیگ کو آپ چھوڑ رہے ہیں ہوسکتا ہے اس میں کسٹم کے قابل چیز ہو۔

کسٹم آفیسر: ہم پہچان رکھتے ہیں۔آپ کے تینوں صندوق دیکھنے کے بعد میں اندازہ کرسکتا ہوں کہ اس بیگ میں کیا ہوگا۔اللہ حافظ۔

عامر د بیگم عامر :اللہ حافظ۔

1- پیکنگ چیزوں کو ڈبوں میں بند کرنا،انگریزی لفظ ہے۔

2- کسٹم بیرون ملک سے آنے والی اشیا پر لگنے والا ٹیکس۔

3- سسٹم آفیسر محکمہ کسٹم کا اعلی عہدیدار جو بیرون ملک سے آنے والی اشیا کی جانچ پڑتال کرکے ٹیکس کا تعین کرتا ہے۔

4- چیک جانچ پڑتال کرنا،تلاشی لینا۔

10 - ٹیکسی ڈرائیور اور مسافر کی گفتگو

مسافر ٹیکسی کو رکنے کا اشارہ کرتا ہے۔ٹیکسی پاس آکر رکتی ہے۔

مسافر: السلام علیکم............ذرا ریلوے اسٹیشن تک جاتا ہے۔

ٹیکسی ڈرائیور: جی ہاں بیٹھیے۔

مسافر: کرایہ یہ کیا لیں گے۔

ٹیکسی ڈرائیور: جناب میٹر لگا ہوا ہے فکر کی کوئی بات نہیں۔

مسافر: بھائی میٹر بھی تو آپ کی ٹیکسی میں لگا ہوا ہے۔بس آپ کرایہ طے کرلیں تو بہتر ہے۔

ٹیکسی ڈرائیور: اچھا جیسے آپ کی مرضی تو پھر پچاس روپے دے دیں۔

مسافر: نہ بھئی یہ تو بہت زیادہ ہیں۔اسٹیشن اتنا دور تو نہیں۔

ٹیکسی ڈرائیور: ''پچاس روپے بالکل جائز ہیں صاحب............''

مسافر: ''لیکن میرے لیے نہیں............یہ زیادہ ہیں چلو تیس روپے ٹھیک ہیں۔''

ٹیکسی ڈرائیور: نہ جناب تیس............روپے نہ جی۔پٹرول اتنا مہنگا ہوگیا ہے پھر ہم مزدوری بھی کرتے ہیں تیس روپے

	ٹھیک نہیں۔
مسافر:	تو پھر ٹھیک ہے............میں کوئی اور ٹیکسی دیکھ لیتا ہوں۔
ٹیکسی ڈرائیور:	آپ کی مرضی ٹیکسی کو چلاتے ہوئے تھوڑا آگے لے جاتا ہے اور پھر رک کر مسافر سے کہتا ہے۔
ٹیکسی ڈرائیور:	چلیے جناب بیٹھیے اور چالیس روپے کرایہ ہوگا۔
مسافر:	نہیں پینتیس روپے مناسب ہیں۔
ٹیکسی ڈرائیور:	ٹیکسی میں بیٹھے بیٹھے پچھلا دروازہ کھولتا ہے آ............ٹھیک ہے جناب جیسے آپ کی مرضی ہے بیٹھیے؟

1

11- خود آزمائی

1۔ مکالمہ کسے کہتے ہیں اور انسانی زندگی میں اس کی اہمیت کیا ہے؟
2۔ مکالمے کے ذریعے بولنے والے شخص کی کن خصوصیات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے؟
3۔ ایک اچھے مکالمے کی بنیادی خوبی کیا بیان کی گئی ہے؟
4۔ آمنہ کو سفر کی تیاری کے دوران کس چیز کی تلاش تھی اور وہ کہاں نکلی؟
5۔ بھابی جان نے آمنہ سے کس کام میں مدد لی تھی؟
6۔ لڑکا بغل میں ڈھنڈورا شہر میں کا مطلب کیا ہے اور یہ کہاوت کس موقع پر استعمال ہوئی؟
7۔ رکشے والے اور بھائی جان کے درمیان کرائے کے معاملے میں کیا گفتگو ہوئی؟
8۔ تانگے والے اور مسافر کے درمیان مکالمے سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟
9۔ کسٹم آفیسر اور عامر کے درمیان ہونے والی گفتگو میں آفیسر کا رویہ کیسا تھا؟
10۔ ٹیکسی ڈرائیور اور مسافر کی گفتگو سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کرایہ طے کرتے وقت کن باتوں کا خیال رکھنا چاہیے؟
11۔ آپ اپنی روزمرہ زندگی میں کہاں کہاں مکالمہ کرتے ہیں؟ چند مثالیں لکھیں۔
12۔ آپ کے خیال میں مکالمے کے ذریعے اختلافِ رائے کو بہتر انداز میں کیسے حل کیا جا سکتا ہے؟

1

یونٹ نمبر......5

مکالمہ نویسی

تحریر: پروفیسر نظیر صدیقی

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	یونٹ کا تعارف	51
	یونٹ کے مقاصد	51
1-	مکالمے کا مفہوم	52
2-	مکالمہ جمعہ بازار	52
3-	مکالمے کی وضاحت	53
4-	خود آزمائی	54
5-	جوابات	54
6-	مکالمہ ایک سہیلی سے ملاقات	55
7-	مکالمے کی وضاحت	56
8-	خود آزمائی	57
9-	جواب	58
10-	دادا جان کی آمد	59
11-	مکالمے کی وضاحت	60
12-	خود آزمائی	61
13-	جواب	62
14-	بیٹی کی شادی	63
15-	مکالمے کی وضاحت	64
16-	خود آزمائی	65
17-	جواب	66

یونٹ کا تعارف

یہ یونٹ" مکالمہ نویسی" کے فن سے متعلق ہے اور اس کا مقصد طلبہ کو گفتگو کے مؤثر، شائستہ اور تخلیقی اظہار کی تربیت دینا ہے۔ مکالمہ زبان کی وہ صورت ہے جو انسان کے خیالات، احساسات اور رویوں کو براہِ راست ظاہر کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مکالمہ نہ صرف ادب میں بلکہ روزمرہ زندگی میں بھی ایک بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ اس یونٹ میں مکالمے کے مفہوم، ساخت اور اسلوب کو عملی مثالوں کے ذریعے سمجھایا گیا ہے تاکہ طلبہ محض نظری طور پر نہیں بلکہ عملی طور پر بھی بہتر گفتگو کرنا سیکھ سکیں۔

یونٹ کا آغاز" مکالمے کے مفہوم" سے ہوتا ہے جہاں طلبہ کو بتایا گیا ہے کہ مکالمہ دو یا دو سے زیادہ افراد کے درمیان مؤثر تبادلۂ خیال کا نام ہے۔ اس کے بعد مختلف موضوعات پر دلچسپ اور سبق آموز مکالمے شامل کیے گئے ہیں، جیسے" مکالمہ: جمعہ بازار"،" مکالمہ: ایک سہیلی سے ملاقات"،" دادا جان کی آمد"، اور" بیٹی کی شادی"۔ ان مکالمات کے ذریعے نہ صرف زبان کے درست استعمال کی مشق کرائی گئی ہے بلکہ معاشرتی اقدار، خاندانی تعلقات، احترام، اور سماجی آداب کا درس بھی دیا گیا ہے۔

ہر مکالمے کے بعد" وضاحت" کے حصے میں اس گفتگو کے مفہوم، مقصد، اور اخلاقی پیغام کو بیان کیا گیا ہے تاکہ طلبہ مکالمے کے پس منظر اور معنیاتی پہلو کو بہتر طور پر سمجھ سکیں۔" خود آزمائی" کے عنوان سے دیے گئے سوالات طلبہ کی فہم کو جانچنے اور انھیں عملی مشق کا موقع فراہم کرتے ہیں، جبکہ" جوابات" کے حصے میں درست جوابات درج ہیں تاکہ وہ اپنی سمجھ کی تصحیح کر سکیں۔

یہ یونٹ مجموعی طور پر طلبہ کی زبان دانی، فکری تربیت، اور سماجی شعور کو فروغ دیتا ہے۔ اس کے مطالعے سے وہ گفتگو میں نرمی، ادب، ترتیب اور وضاحت پیدا کرنا سیکھتے ہیں، جو ان کی شخصیت کو نکھارتا اور انہیں ایک باشعور، مؤثر اور مہذب گفتگو کرنے والا فرد بناتا ہے۔

یونٹ کے مقاصد

1- مکالمے کے معنی سمجھ سکیں گے۔

2- مکالمے کی ضرورت سے واقف ہو سکیں گے۔

3- مختلف قسم کے موقعوں پر آپ کو اردو میں گفتگو کرنا آ جائے گا۔

1

1 - مکالمے کا مفہوم

مکالمے کے معنی ہیں گفتگو، بات چیت، سوال وجواب۔ اس کے لیے کم سے کم دو آدمی ہونے چاہیں۔ آدمی کا آدمی سے گفتگو کرنا انسانی زندگی کی ایک بنیادی ضرورت ہے۔ بہت کی بات چیت بظاہر بے کار معلوم ہوتی ہے لیکن آدمی بے کار بات چیت کے بغیر بھی نہیں رہ سکتا۔ ویسے دو یا دو سے زیادہ آدمیوں کے درمیان بات چیت کسی نہ کسی ضرورت کے تحت ہوتی ہے۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ بہت سی بات چیت وقت گزارنے یا اپنا اپنا دل ہلکا کرنے کے لیے کی جاتی ہے تو یہ بھی کچھ کم اہم نہیں ہے۔ لیکن مکالمے سے یا ور زیادہ اہم کام بھی کیے جاتے ہیں۔ مثلاً اگر گاہک اور دکان دار کے درمیان مکالمہ نہ ہوتو چیزوں کی خرید وفروخت کا کام نہیں ہوسکتا۔ اگر استاد اور شاگرد کے درمیان مکالمہ نہ ہوتو استاد کو اندازہ نہیں ہوسکتا کہ اس کی بتائی ہوئی باتیں شاگرد کی سمجھ میں آئیں یا نہیں یا شاگرد استاد پر ظاہر نہیں کرسکتا کہ اس کی مشکلیں کیا ہیں۔ اسی طرح اگر دو خاندانوں کی خواتین کے درمیان مکالمہ نہ ہوتو لڑکے یا لڑکی کے شادی بیاہ کا مسئلہ طے نہیں پا سکتا۔

آئندہ صفحات میں آپ مختلف موضوعات پر نمونے کے مکالمات پڑھیں گی۔ ان مکالمات کی مدد سے آپ پر یہ بات واضح ہوجائے گی کہ مکالمہ کیا ہوتا ہے۔ زندگی کی کس کس صورت حال میں دو یا دو سے زیادہ افراد کے درمیان مکالمے ہوتے ہیں۔ اس کورس میں نمونے کے جو مکالمے دیے جارہے ہیں ان سے آپ یہ سیکھیں گے کہ اردو میں مختلف قسم کی لوگوں سے کس طرح بات چیت کی جائے۔ کس کا کتنا ادب کرنا چاہیے۔ کس سے کتنی بے تکلفی برتنی چاہیے۔

2 - جمعہ بازار

(جمعہ بازار میں سعیدہ کی ملاقات اس کی ایک خالہ ہوجاتی ہے)۔

سعیدہ: سلام خالہ جان ! مجھے تو معلوم ہی نہ تھا کہ آپ بھی جمعہ بازار آئی ہوئی ہیں۔

خالہ جان: اے مجھے کوئی شوق تھوڑا ہی ہے یہاں آنے کا تمھارے خالو جمعے کو بھی کسی نہ کسی کام سے باہر چلے جاتے ہیں۔ اس لیے مجھی کو جمعہ بازار آنا پڑتا ہے۔

سعیدہ: چلیے اچھا ہی ہے کہ آپ خود آجاتی ہیں۔ اس کا اتنا تو فائدہ ہے کہ آپ خالو جان سے بہتر خریداری کرتی ہیں۔ ان کی لائی ہوئی چیزیں تو آپ کو زیادہ پسند بھی نہیں آتیں۔

خالہ جان: ہاں تمھارے خالو تو بالکل دفتری آدمی ہیں۔ انھیں نہ تو یہ معلوم کہ اچھی پیاز کون سی ہے اور نہ یہ معلوم ہے کہ اچھا آلو کون سا ہے۔ بس جو چیز سامنے پڑی دیکھی خرید کر لے آئے۔ دکانداروں سے ٹھیک سے مول تول بھی نہیں کرتے۔ جو قیمت انھیں بتادی گئی وہی انھوں نے ادا کردی۔

سعیدہ: مگر خالہ جان جمعہ بازار میں تو چیزوں کی قیمتیں مقرر ہیں۔ دکانداران میں کوئی کمی کرتے کہاں ہیں وہ تو قیمتیں لکھ کر دکان پر لگائے بیٹھے ہیں۔

خالہ جان: ہاں ٹھیک کہتی ہو لیکن مول تول کرنے سے بعض چیزوں کی قیمتوں میں کمی کر دیتے ہیں۔ یوں بھی خریدار کو چاہیے کہ وہ دکانداروں سے کچھ مول تول ضرور کرے۔

سعیدہ: اچھا خالہ جان یہ بتایئے کہ آپ کی خریداری مکمل ہوگئی یا ابھی کچھ اور خریدنا ہے؟

خالہ جان: بس اب کچھ زیادہ نہیں۔ یہ سوچ رہی تھی کہ سبزیاں تو خرید چکی۔ ننھے کے لیے دو ایک پھل خرید لوں۔

سعیدہ: اگر کیلے اور کینو خریدنا ہوں تو ادھر آیئے۔ اس دکان میں کیلے اور کینو اچھے معلوم ہوتے ہیں۔

خالہ جان: چلو یہیں سے لیے لیتی ہوں تم نے اپنی تمام چیزیں خرید لیں یا کچھ باقی ہیں؟

سعیدہ: مجھے اب کچھ نہیں لینا۔ آپ کے ساتھ ہی چلتی ہوں۔ خالہ جان پیازوں کا یہ تھیلا آپ مجھے دے دیں۔ آپ نے بہت بوجھ اٹھا رکھا ہے۔

خالہ جان: تم کچھ دور ساتھ چل رہی ہو تو لے لو یہ تھیلا رہا بوجھ تو ساری زندگی بوجھ اٹھاتی ہی رہی ہوں۔ زندگی خود ایک بوجھ ہے بیٹی اللہ تم لوگوں کی زندگی کو آسان بنائے۔

دونوں جمعہ بازار سے گھر کی طرف روانہ ہوتی ہیں۔

3 - مکالمے کی وضاحت

آپ نے جمعہ بازار پر ایک مکالمہ پڑھا۔ آج کل جمعہ بازار یا اتوار بازار کا سلسلہ پاکستان کے ہر شہر میں ہے۔ اس طرح کے بازار میں عزیزوں اور دوستوں کے مل جانے کا امکان ہمیشہ رہتا ہے۔

جو مکالمہ آپ نے پڑھا ہے اس میں سعیدہ کی ملاقات ایک خالہ جان سے ہوجاتی ہے۔ چونکہ دونوں کی ملاقات جمعہ بازار میں ہوگئی ہے اس لیے زیادہ تر باتیں جمعہ بازار ہی کے بارے میں ہو رہی ہیں۔ اس کے باوجود خالہ جان کی باتوں سے اندازہ کیا جا

سکتا ہے کہ وہ اپنے میاں کے بارے میں کیا خیالات رکھتی ہیں یا خریداری کے طریقے کے بارے میں ان کے خیالات کیا ہیں۔ سعیدہ اپنے رشتے اور عمر کے اعتبار سے باتیں کرتی ہے۔ وہ خالہ جان کے بوجھ کو کم کرنے کے لیے ان کے ہاتھ سے پیازوں کا تھیلا لے لیتی ہے اور اس طرح ان کی مدد کرتی ہے۔

4 - خودآزمائی

سوال: نیچے لکھے ہوئے سوالوں کا مختصر جواب دیں۔

1- سعیدہ کی ملاقات اس کی خالہ جان سے کہاں ہوتی ہے؟

2- خالہ جان نے اپنے جمعہ بازار آنے کا سبب کیا بتایا؟

3- اپنے میاں کے لیے خالہ جان نے کون سے الفاظ استعمال کیے؟

4- ایک خریدار کی حیثیت سے اپنے میاں کے بارے میں خالہ جان کی رائے اچھی ہے یا بری؟

5- خالہ جان کے نزدیک خریداری کا صحیح طریقہ کیا ہے؟

6- خالہ جان کی باتوں میں ایک بوڑھی عورت کا انداز ہے یا نہیں؟

7- خالہ جان کی باتوں سے شوہر کی شکایت کا پہلو نکلتا ہے یا نہیں؟

8- سعیدہ ایک نیک اور بزرگوں کی مدد کرنے والی لڑکی معلوم ہوتی ہے یا نہیں؟

5 - جوابات

1- جمعہ بازار میں۔

2- میاں کا جمع کو بھی کسی نہ کسی کام سے باہر چلے جانا۔

3- دفتری آدمی کے الفاظ۔

4- بری

5- دکانداروں سے مول تول کرنا۔

6- ہے

7- نکلتا ہے

8- معلوم ہوتی ہے

6 - ایک سہیلی سے ملاقات

(شام کے وقت آپ کی ایک سہیلی آپ سے ملنے آتی ہے)

تنویر: جمیلہ ! کمال کر دیا تم نے۔ اسی شہر میں رہتی ہو اور کوئی تین مہینے کے بعد ملنے آئی ہو۔

جمیلہ: یہ میرا کمال نہیں تو اور کیا ہے کہ تین مہینے کے بعد سہی میں تم سے ملنے تو آئی۔ اس دوران میں تم مجھ سے کتنی مرتبہ ملنے آئیں؟

تنویر: اب یہ حساب کتاب کا وقت نہیں ہے۔ یوں بھی دوستوں کا حساب دل میں ہوا کرتا ہے۔ میں تم سے ملنے نہ آ سکی تو کیا تمھارے کم ملنے کی شکایت بھی نہ کروں؟

جمیلہ: ہاں میری جان شکایت ضرور کرو۔ شکایت ہی سے اندازہ ہوتا ہے کہ تمھارے دل میں میرے لیے محبت کتنی ہے اچھا یہ بتاؤ آج کل کیا کر رہی ہو؟

تنویر: ایف اے کے امتحان کی تیاری کے سوا کرنا ہی کیا ہے سو تیاری بھی ٹھیک ہے سے نہیں ہو رہی ہے کتابیں پڑھتے پڑھتے پڑھتے بالکل بور 1 ہوگئی ہوں اور ہر روز محسوس یہ ہوتا ہے کہ جو کچھ میں نے کل یاد کیا تھا اسے آج بھول چکی ہوں۔ نہ جانے امتحان میں میرا کیا حشر 2 ہوگا؟

1- بور انگریز لفظ ہے۔ بور ہونے کے معنی اکتا جانے کے ہیں۔

2- حشر کے معنی انجام۔

جمیلہ: اے خواہ مخواہ گھبرا نہیں۔ ہر شخص کو امتحان کے زمانے میں ایسا ہی محسوس ہوتا ہے لیکن جب آدمی امتحان میں بیٹھتا ہے تو بہت سی چیزیں خود بخود یاد آنے لگتی ہیں۔ اپنے آپ پر اعتماد رکھو تمھاری محنت بے کار نہیں جائے گی۔

تنویر: خدا کرے ڈویژن اچھی آ جائے۔ ویسے بھی امتحان ہے۔ بہت ڈرانے والی چیز اب تک نہ جانے کتنے امتحانات دے چکی ہوں پھر بھی امتحان کا خوف دل سے جاتا نہیں۔

جمیلہ: بزدلوں کی ساری زندگی خوف میں گزرتی ہے۔

تنویر: اچھا تو تم یہ ثابت کرنا چاہتی ہو کہ میں بزدل ہوں۔

جمیلہ: مجھے ثابت کیا کرنا ہے یہ تو واقعہ ہے کہ تم پیدائشی بزدل ہو۔ امتحان سے تم ڈرتی ہو گرج بادل کے گرجنے اور بجلی کے چمکنے سے تم ڈرتی ہو۔ تاریکی سے تم ڈرتی ہو کُتے سے تم ڈرتی ہو۔ بلی سے تم ڈرتی ہو۔

تنویر: بس بس۔اب رہنے بھی دو اپنی لمبی چوڑی فہرست کو کچھ دوسری باتیں کرو۔یہ بتاؤ اس دوران میں تم نے کوئی اچھی فلم دیکھی یا نہیں؟

جمیلہ: جب میں تمھاری کمزوریاں ثابت کرنے لگی تو تم نے چالاکی سے گفتگو کا موضوع بدل دیا۔اب اگر چاہتی ہو کہ میں واقعی تمھاری کمزوریوں کے بارے میں باتیں نہ کروں تو کوئی اچھی سی چیز کھلاؤ۔

تنویر: چلو اسی بہانے ایک اچھی سی چیز کھالو۔یہ حسن اتفاق 1 ہے کہ آج میں نے اپنے ہاتھ سے بڑی مزیدار کھیر پکائی ہے ابھی لاتی ہوں تمھارے لیے تم بھی کیا یاد کروگی کہ تم نے کبھی اتنی اچھی کھیر کھائی تھی۔

-1 حسن اتفاق کے معنی ہیں اچھا موقع

7-مکالمے کی وضاحت

اس مکالمے کا موضوع دو سہیلیوں کی ملاقات ہے۔اگر چہ دونوں کی ملاقات تین مہینے کے بعد ہو رہی ہے پھر بھی بے تکلفانہ تعلقات کی وجہ سے ان کی ملاقات کا آغاز ایک دوسرے کو سلام کرنے یا ایک دوسرے کی خیریت پوچھنے سے نہیں ہو رہا ہے بلکہ تنویر نے چھوٹتے ہی جمیلہ سے یہ شکایت کی کہ اگر تم اسی شہر میں رہنے کے باوجود تین مہینے کے بعد ملنے آئی ہو۔

جمیلہ اس شکایت کے جواب میں نہ تو کسی قسم کی شرمندگی کا اظہار کرتی ہے نہ معذرت بلکہ شکایت کا جواب شکایت سے دیتی ہے۔

پورے مکالمے میں دوستانہ نوک جھونک اور ہنسی مذاق موجود ہے۔ساتھ ہی ساتھ مکالمے میں دوستانہ ہمدردی اور خلوص کا اظہار بھی ہے۔جمیلہ یہ کہہ کر تنویر کا حوصلہ بڑھاتی ہے کہ امتحان کے زمانے میں ہر طالب علم یا طالبہ یہی محسوس کرتی ہے۔کہ اس نے جو کچھ کل یاد کیا تھا اسے آج بھول چکی ہے لیکن حقیقتاً ایسا نہیں ہوتا۔

یہ بات غور کرنے کی ہے کہ بات چیت میں جملے ہمیشہ ویسے نہیں بولے جاتے جیسے لکھے جاتے ہیں مثلاً اس مکالمے میں دو جگہ اس طرح کے جملے ملتے ہیں۔

............جمیلہ! کمال کر دیا تم نے۔

............آج میں نے اپنے ہاتھ سے بڑی مزیدار کھیر پکائی ہے۔ابھی لاتی ہوں تمھارے لیے۔

بول چال کا انداز ایسا ہی ہوتا ہے۔اس میں لفظوں کی ترتیب بدل جاتی ہے۔اصل ترتیب کے ساتھ یہ جملے یوں ہونے چاہییں۔

تم نے کمال کر دیا۔

............ابھی تمھارے لیے لاتی ہوں۔

لیکن گفتگو میں لفظوں کی ترتیب بدل دینے کا ایک فائدہ یہ ہوا کہ جس لفظ پر زیادہ زور پڑنا چاہیے اس پر زیادہ زور پڑ رہا ہے۔ پہلے جملے میں کمال کر دیا، پر زور ہے۔ دوسرے جملے میں تمھارے لیے پر زور ہے۔

1- آغاز ابتدا شروع 2- فوراً 3- طنزیہ باتیں۔ چھیڑ چھاڑ

8 - خود آزمائی

آپ نے ایک سہیلی سے ملاقات کے بارے میں ایک مکالمہ پڑھا۔ آپ اسی طریقے پر خود ایک مکالمہ لکھیں۔ فرض کرلیں کہ الف اور ب دو آدمی ہیں۔ ان دونوں کے درمیان جو بات چیت ہو رہی ہے اس میں سب کی بات چیت ہم لکھ دیتے ہیں اسے غور سے پڑھ کر آپ الف کی بات چیت لکھیے۔

الف۔

ب۔ وعلیکم السلام -

الف -

ب۔ یہاں سب خیریت ہے۔

الف۔

ب۔ ہاں میں آپ کو پہچان نہ سکا۔

الف۔

ب۔ اچھا آپ ماجد دادا کے بیٹے ہیں۔ آپ تو پہلی مرتبہ اس گاؤں میں آئے ہیں؟

الف۔

ب۔ یہ بتایئے جو آپ کی یہاں سب لوگ خیریت سے ہیں؟

الف۔

ب۔ واپس جا کر ہماری طرف سے بھی سب لوگوں کو سلام کہیے گا۔

1

9 - جواب

الف۔ السلام علیکم !

ب۔ وعلیکم السلام۔

الف - آپ سب خیر بیت سے ہیں؟

ب۔ یہاں سب خیر یت ہے۔

الف - شاید آپ مجھے پہچان نہ سکے؟

ب۔ ہاں میں آپ کو پہچان نہ سکا۔

الف- میں آپ کے ماجد دادا بیٹا ہوں۔

ب۔ اچھا آپ ماجد دادا کے بیٹے ہیں۔آپ تو پہلی مرتبہ اس گاؤں میں آئے ہیں؟

الف۔ دراصل یہ دوسری مرتبہ آیا ہے۔کئی سال پہلے ایک مرتبہ آیا تھا تو آپ سے ملاقات نہ ہوسکی تھی۔

ب۔ یہ بتایئے جو آپ کی یہاں سب لوگ خیر یت سے ہیں؟

الف - اللہ کا فضل ہے۔ابا اور اماں نے آپ لوگوں کو دعائیں کہی ہیں۔

ب۔ واپس جا کر ہماری طرف سے بھی سب لوگوں کو سلام کہیے گا۔

10 - داداجان کی آمد

(گاں میں رشتے کے داداجان مہمان کی حیثیت سے آئے ہیں۔)

گھر کے تمام بچے: السلام علیکم داداجان !السلام علیکم داداجان، السلام علیکم داداجان (بچے مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھاتے ہوئے۔)

دادجان: خوش رہو، خوش رہو! داداجان ہر بچے سے ہاتھ ملاتے ہیں، کہاں ہیں تمھارا باپ اور کہاں ہیں تمھاری ماں؟

بچے: سب لوگ گھر میں ہیں۔ ابھی بلا کے لاتے ہیں۔

مجید: (بچوں کا باپ) السلام علیکم تایاجان۔

رابعہ: (بچوں کی ماں) السلام علیکم تاباجان۔

داداجان: خوش رہو۔ خوش رہو۔ کہو تم سب لوگ ٹھیک ہو۔

مجید؛ آپ کی دعا ہے اور اللہ کا فضل۔ آپ ذرا چار پائی پر بیٹھ تو جائیں۔ آپ کے یہاں سب لوگ خیریت سے ہیں؟

داداجان: (چار پائی پر بیٹھ کر جوتے اتارتے ہوئے) ہاں بیٹے سب خیریت ہے تمھاری چچی نے تم سب کو دعائیں کہی ہیں اور یہ تھوڑا سا موسم کا تحفہ تم لوگوں کے لیے بھیجا ہے۔

(جوتے اتارنے میں داداجان کی مدد کرتے ہوئے) بڑی خوشی ہوئی۔ آپ اتنے دنوں کے بعد آئے۔ ہم لوگ آپ سب لوگوں کو برابر یاد کرتے ہیں۔

رابعہ: (داداجان کے ہاتھ سے تحفوں کا تھیلا لیتے ہوئے) ہم لوگ ارادہ ہی کر رہے تھے کہ جاڑوں کے مہینے گزر جائیں تو ایک آدھ ہفتے کے لیے آپ کے یہاں جائیں گے۔

داداجان: یہ جاڑوں کے گزرنے کا انتظار کیوں ہے۔ کیا تم سمجھتی ہو کہ ہمارے یہاں تم لوگ آؤ گے تو تمھیں اوڑھنے کے لیے لحاف نہیں ملیں گے؟

رابعہ: نہیں تایاجان۔ ایسا ہرگز نہیں۔ بس اتنا ہے کہ شدید جاڑوں میں سفر کرنا آسان نہیں ہوتا۔ بچے چھوٹے ہیں۔ پریشان ہو جاتے ہیں۔

مجید: (اپنی بیوی رابعہ سے) ارے صرف باتیں ہی کرتی رہو گی یا تایا جان کو کچھ کھلاؤ گی، پلاؤ گی بھی؟

رابعہ: ابھی دس منٹ کے اندر روٹی پکاتی ہوں۔ تایا جان! آپ ذرا ہاتھ منہ دھو کر کچھ تازہ دم ہو جائیں۔

دادا جان: سب ہو جاتا ہے اتنی جلدی کیا ہے۔ میں کوئی مہمان تھوڑا ہی ہوں۔ یہ تو میرا گھر ہے۔ تم سب لوگوں کو دیکھنے کے لیے دل بے چین تھا اس لیے آ گیا ہوں۔ اب تم لوگوں سے جی بھر کر باتیں کروں گا۔ کھانا پینا تو ہوتا ہی رہتا ہے۔

11 - مکالمے کی وضاحت

اس مکالمے میں گاؤں کا ماحول ہے۔ دادا جان کے آنے پر گھر بھر کو جو خوشی ہو رہی ہے اس کا اظہار معمولی معمولی باتوں سے ہو رہا ہے۔ بچے الگ خوش ہو رہے ہیں بڑے الگ خوش ہو رہے ہیں۔

بچوں کی خوشی سے ظاہر ہوتا ہے کہ دادا جان آتے جاتے رہتے ہیں۔ وہ بچوں کے لیے اجنبی 1 نہیں ہیں۔ بچے ان سے مانوس ہیں۔

دادا جان موسم کا کوئی تحفہ لے کر آئے ہیں۔ یہ بھی سب لوگوں کے لیے خوشی کی بات ہے۔

دیہاتی ماحول میں کرسیاں اور میزیں نہیں ہوتیں۔ اسی لیے دادا جان کو چارپائی پر بٹھایا گیا ہے۔

مہمان نوازی 3 کا پہلا تقاضا 4 یہی ہے کہ سب سے پہلے اسے کھلانے پلانے کا انتظام کیا جائے۔ اسی لیے مجید اپنی بیوی رابعہ سے کہتا ہے کہ تایا جان سے باتیں بعد میں کر لینا پہلے انھیں کچھ کھلاؤ پلاؤ۔

جہاں میزبان کا فرض ہے کہ وہ اپنے یہاں آنے والے رشتے داروں کو بھی مہمان سمجھے وہاں آنے والے رشتے داروں کا بھی فرض ہے کہ وہ اپنے آپ کو مہمان کی بجائے گھر کا ایک فرد ظاہر کریں۔ یہ بات دادا جان کی گفتگو سے ظاہر ہے۔ اس طرح کی باتوں سے آپس کی محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔

1- اجنبی۔ پردیسی۔ مسافر

2- مانوس۔ ملا ملا آشنا

3- مہمان نوازی۔ مہمانوں کی خاطر تواضع

4- تقاضا - طلب خواہش بتاکید

12 - خود آزمائی

فرض کیجیے کہ آپ کی خالہ جان اپنے گاؤں سے آپ کے یہاں ملنے آئی ہیں۔ جب وہ آپ کے گھر پر اترتی ہیں تو آپ اور آپ کے چھوٹے بھائی بہن ان سے بات چیت شروع کر دیتے ہیں بات چیت کی ابتدا آپ لوگوں کی طرف سے ہوتی ہے۔ خالہ جان جواب دیتی جاتی ہیں۔ آپ اور آپ کے چھوٹے بھائی بہن جو سوالات کرتے ہیں ان کی روشنی میں خالہ جان کا جواب لکھیے۔

رضیہ: السلام علیکم خالہ جان۔

جاوید: السلام علیکم خالہ جان۔

فریدہ: السلام علیکم خالہ جان۔

خالہ جان:

رضیہ: خالہ جان ! اس مرتبہ تو آپ بہت لمبے عرصے کے بعد آئی ہیں۔ اب کی بار آپ نے بہت انتظار کرایا۔

خالہ جان:

جاوید: اب کی بار آپ اعجاز کو ساتھ نہیں لائیں؟

خالہ جان:

فریدہ: آپ سلمی کو ساتھ لے آتیں تو کون سا نقصان ہو جاتا؟

خالہ جان:

رضیہ: خالہ جان ! پہلے آپ منہ ہاتھ دھویے۔ کچھ کھایئے پییے۔ اس کے بعد ہم بھی کچھ شکایتیں کریں گے۔

خالہ جان:

1

13- جواب

رضیہ: السلام علیکم خالہ جان۔

جاوید: السلام علیکم خالہ جان۔

فریدہ: السلام علیکم خالہ جان۔

خالہ جان: جیتے رہو۔ خوش رہو بیٹے جیتی رہو۔ خوش رہو بیٹی۔ اللہ تم سب لوگوں کو سلامت رکھے۔

رضیہ: خالہ جان ! اس مرتبہ تو آپ بہت لمبے عرصے کے بعد آئی ہیں۔ اب کی بار آپ نے بہت انتظار کرایا۔

خالہ جان: کیا کروں رضیہ گھر کے جنجال 1 نکلنے ہی نہیں دیتے۔ ورنہ میرا دل تو برابر تم لوگوں میں لگا رہتا ہے۔

جاوید: اب کی بار آپ اعجاز کو ساتھ نہیں لائیں؟

خالہ جان: اعجاز میٹرک کے امتحان کی تیاریاں کر رہا ہے بیٹا۔ اس کا امتحان ہو جائے تو اسے یہاں بھیج دوں گی۔ تم لوگ مل کر خوب کھیلنا کودنا۔

فریدہ: آپ سلمی کو ساتھ لے آتیں تو کون سا نقصان ہو جاتا؟

خالہ جان: ارے میری بیٹی تمھارے خالو جان کی خدمت کے لیے بھی تو وہاں کسی کو رہنا چاہیے تمھارے خالو جان ہی نے اسے روک لیا ورنہ ہو تو یہاں آنے کے لیے ضد کر رہی تھی۔

رضیہ: خالہ جان ! پہلے آپ منہ ہاتھ دھویے۔ کچھ کھایئے پیجیے۔ اس کے بعد ہم بھی کچھ شکایتیں کریں گے۔

خالہ جان: کھانا پینا تو ہوتا ہی رہے گا بیٹی ! پہلے تو بتا کہ تیری کیا شکایتیں ہیں۔ تم سب لوگوں کی شکایتوں میں کتنی محبت ہے۔ اللہ اس محبت کو قائم رکھے۔

-1 جنجال۔ بکھیڑا

1

14- بیٹی کی شادی

(بیٹی کی شادی کے بارے میں دو رشتے دار خواتین کے درمیان مکالمہ)

ساجدہ: آؤ زینت آج کیسے اتنا وقت مل گیا کہ ادھر آ گئیں۔ تم تو ایسی ہو کہ گھر سے نکلنا پسند ہی نہیں کرتیں۔

زینت: نہیں ایسی بات نہیں ہے۔ دراصل گھر کے کام کاج کہیں جانے کا موقع ہی نہیں دیتے۔ تم جانتی ہو اندر کے سارے کام مجھی کو کرنے پڑتے ہیں پھر آج کل گرمی ایسی پڑ رہی ہے کہ گھر سے نکلنے کی ہمت نہیں پڑتی ذرا ایک گلاس پانی پلانا۔

ساجدہ: (اپنی بیٹی یاسمین کو آواز دیتے ہوئے) یاسمین بیٹا تمھاری خالہ زینت آئی ہوئی ہیں ان کے لیے ایک گلاس پانی لیتی آنا۔

زینت: (پانی پینے کے بعد جب یاسمین گلاس لے کر واپس چلی جاتی ہے) ساجدہ! تمھاری بیٹی یاسمین ماشاءاللہ جوان ہو چکی ہے اس کے رشتے ناطے کی بات کہیں ہو رہی یا نہیں۔

ساجدہ: دو ایک جگہ سے پیغام تو آئے ہیں لیکن یاسمین کے ابا کہتے ہیں کہ ابھی اتنی جلدی کیا ہے۔

زینت: میں تو کہتی ہوں بیٹیوں کی شادی میں جلدی کرنا دیر کرنے سے بہتر ہے۔ تمھاری یاسمین پانچویں جماعت تک تعلیم تو پا چکی ہے۔ پکانا، ریندھنا اور سینا پرونا اتم نے سکھا ہی دیا ہے اب کسی مناسب رشتے کو قبول کر کے اپنا سب سے بڑا فرض ادا کر ڈالو۔

ساجدہ: جب اوپر والے کی مرضی ہوگی یہ فرض ادا ہو ہی جائے گا۔ یاسمین ہماری اکلوتی بیٹی ہے اس لیے بھی اس کو جدا کرنے پر دل راضی نہیں ہوتا۔

زینت: ماں باپ کا دل کب چاہتا ہے کہ بیٹی کو اپنے سے جدا کرے لیکن بیٹی تو ماں باپ کے گھر دوسروں کی امانت ہوتی ہے۔

ساجدہ: اس میں کیا شک ہے زینت کہ بیٹی ایک امانت ہوتی ہے لیکن اس امانت کی واپسی کا انتظام آسان نہیں ہوتا ہم لوگ اسی انتظام میں لگے ہوئے ہیں۔

زینت: تمھاری مراد جہیز کا سامان ہے زمانہ ایسا بُرا آ لگا ہے کہ جہیز کتنا ہی دے دو لینے والوں کا جی نہیں بھرتا۔ ان کے حساب سے ہمیشہ کمی رہ جاتی ہے۔

1

ساجدہ: ماں باپ کب چاہتے ہیں کہ بیٹی خالی ہاتھ اپنے گھر جائے لیکن ظاہر ہے کہ وہ جتنا دے سکتے ہیں ہمیشہ اس سے زیادہ ان سے مانگا جاتا ہے۔

زینت: پہلے تو یہ لعنت صرف شہروں تک تھی اب یہ لعنت دیہاتوں میں بھی پھیلتی جا رہی ہے لوگ خاندان کی شرافت اور لڑکی کی ہنرمندیوں سے زیادہ اہمیت جہیز کو دینے لگے ہیں۔

ساجدہ: اب دیہات دیہات کہاں رہے ہیں شہر کی کوئی خرابی ایسی نہیں ہے جو دیہات تک نہ پہنچ چکی ہو۔

زینت: ہاں بہت بدلتے ہوئے زمانے کو دیکھ کر اللہ سے یہی دعا کرتی رہتی ہوں کہ عزت و آبرو کے ساتھ زندگی گزر جائے اس دنیا کا کوئی بھروسا نہیں۔ یہاں کچھ بھی ہوسکتا ہے اچھا اب اجازت ہو پھر کسی دن آؤں گی۔

15 - مکالمے کی وضاحت

بیٹے بیٹی کی شادی گاؤں کی عورتوں کا بہت ہی دل پسند موضوع ہے۔ اس مکالمے میں زینت ساجدہ کی بیٹی یاسمین کو دیکھتے ہی اس کی شادی کا ذکر چھیڑ دیتی ہے۔ آج کل شہروں میں لڑکے لڑکیوں کی شادیاں دیر سے ہونی لگی ہیں لیکن گاؤں کے لوگ اس معاملہ میں تاخیر پسند نہیں کرتے بلکہ بعض اوقات وہ لڑکے لڑکیوں کی شادیوں میں جلد بازی سے کام لیتے ہیں اور قبل از وقت شادی کر ڈالتے ہیں۔ اس کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ گاؤں میں لڑکی کی شادی کے لیے لڑکی کا زیادہ پڑھا لکھا ہونا ضروری نہیں ہے۔ گاؤں کی لڑکیوں کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ تھوڑا لکھنا پڑھنا جانتی ہوں اور انھیں کھانا پکانے اور کپڑے سینے کا ہنر آتا ہو۔

شادی کے انتظام میں سب سے بڑی مشکل زیادہ سے زیادہ جہیز کی مانگ سے پیدا ہوتی ہے شہروں میں لعنت 1 زیادہ ہے لیکن اب دیہاتوں میں بھی یہ وبا پھیلنے لگی ہے۔

لڑکے کے خاندان والے عام طور پر یہ بات نہیں سمجھتے کہ جہیز دے کر لڑکی کے ماں باپ کو بھی خوشی ہوتی ہے لیکن صرف اتنا جہیز دے کر جتنا کہ وہ دے سکتے ہیں۔ جب ان کی حیثیت سے زیادہ جہیز مانگا جاتا ہے تو جہیز اور لڑکی دونوں ان کے لیے مصیبت بن جاتے ہیں۔

ہمیں چاہیے کہ لڑکی اور جہیز کو مصیبت نہ بننے دیں اور ایسے حالات پیدا کریں کہ لڑکے لڑکیوں کی شادیاں مناسب عمر میں صحیح وقت پر ہوسکیں۔

1

1- لعنت مصیبت، برائی

2- وبا پھیلنا: بیماری پھیلنا، رواج پانا

16 - خود آزمائی

آج کل مہنگائی کی شکایت عام ہے۔ مہنگائی کی وجہ سے اکثر گھرانوں میں میاں بیوی کے درمیان ناخوشگوار گفتگو ہوتی رہتی ہے۔ اس موضوع سے متعلق نیچے لکھے ہوئے نامکمل مکالے کو مکمل کیجیے۔

بیوی: اب میرے پاس روزانہ خرچ کے پیسے نہیں رہے۔

میاں:

بیوی: 15 تاریخ ہو یا 30 تاریخ جو پیسے آپ نے دیئے تھے وہ گھر ہی کی ضرورت پر خرچ ہوتے ہیں۔ میں کھا تو نہیں گئی؟

میاں:

بیوی: تو میں نے کونسی فضول خرچی کر ڈالی ہے اپنے لیے نہ کپڑے خریدے ہیں نہ سنگھار کا سامان خریدا ہے۔

میاں:

بیوی: تنخواہ کے اندر رہنا ہے تو ہر روز سگریٹ پینا اور ہر تیسرے دن بکرے کا گوشت کھانا چھوڑ دیجیے۔ گوشت کے بغیر تو نہ آپ کھانا کھاتے ہیں نہ بچے۔

میاں:

بیوی: میں صرف اتنا جانتی ہوں کہ جتنے پیسے آپ مہینے بھر کے لیے دیتے ہیں وہ ہر روز بڑھتی ہوئی مہنگائی کے اعتبار سے بالکل ناکافی ہیں۔ اگر آپ کو یقین نہ آتا ہو تو ایک مہینہ خود گھر چلا کر دیکھ لیں۔ آٹے دال 1 کا بھا معلوم ہو جائے گا۔

1- آٹے دال کا بھا معلوم ہوتا۔ حقیقت معلوم ہو جاتا۔

17 - جواب

بیوی: اب میرے پاس روزانہ خرچ کے پیسے نہیں رہے۔

میاں: کیا مطلب؟ آج مہینے کی 15 تاریخ ہے اور سارے پیسے خرچ ہو چکے ہیں؟

بیوی: 15 تاریخ ہو یا 30 تاریخ جو پیسے آپ نے دیئے تھے وہ گھر ہی کی ضرورت پر خرچ ہوتے ہیں۔ میں کھا تو نہیں گئی؟

میاں: سوال تمھارے کھا جانے کا نہیں کفایت شعاری کے ساتھ گھر چلانے کا ہے۔

بیوی: تو میں نے کونسی فضول خرچی کر ڈالی ہے اپنے لیے نہ کپڑے خریدے ہیں نہ سنگھار کا سامان خریدا ہے۔

میاں: اسی طرح صفائی پیش کرنے سے مسئلہ حل نہیں ہوسکتا۔ میرے پاس تنخواہ کے سوا آمدنی کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ ہم سب لوگوں کو اسی تنخواہ کے اندر رہنا ہے۔

بیوی: تنخواہ کے اندر رہنا ہے تو ہر روز سگریٹ پینا اور ہر تیسرے دن بکرے کا گوشت کھانا چھوڑ دیجیے۔ گوشت کے بغیر تو نہ آپ کھانا کھاتے ہیں نہ بچے۔

میاں: اب ہم لوگ صرف ساگ سبزی پر تو گزارا نہیں کر سکتے۔ زندہ رہنے اور کام کرنے کے لیے کسی حد تک تو اپنی پسند کا کھانا کھانا ہی پڑے گا۔

بیوی: میں صرف اتنا جانتی ہوں کہ جتنے پیسے آپ مہینے بھر کے لیے دیتے ہیں وہ ہر روز بڑھتی ہوئی مہنگائی کے اعتبار سے بالکل ناکافی ہیں۔ اگر آپ کو یقین نہ آتا ہو تو ایک مہینہ خود گھر چلا کر دیکھ لیں۔ آٹے دال 1 کا بھا معلوم ہو جائے گا۔

1

یونٹ نمبر......6

مکالمہ نویسی

تحریر: مشتاق احمد سومرو
تشکیل جدید: ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد

فہرست مضامین

نمبرشمار	مضمون	صفحہ نمبر
	یونٹ کا تعارف	69
	یونٹ کے مقاصد	69
1-	جوتے فروش کے ساتھ گفتگو مکالمہ	70
2-	خودآزمائی (د)	71
3-	جوابات	71
4-	استاد اور طالبہ کی گفتگو مکالمہ	72
5-	خودآزمائی (ر)	72
6-	جوابات	72
7-	شادی کی تیاری میں دو سہیلیوں کی گفتگو	73
8-	خودآزمائی (س)	74
9-	جوابات	74

یونٹ کا تعارف

اس یونٹ میں مختلف روزمرہ حالات سے متعلق دلچسپ اور مفید گفتگوئیں شامل ہیں جن میں دکاندار اور گاہک، استاد اور طالب علم، اور دو سہیلیوں کے درمیان ہونے والی بات چیت پیش کی گئی ہے۔ ان گفتگوؤں کے ذریعے طلبہ و طالبات کو بول چال کی زبان، شائستہ گفتگو کے انداز، خرید و فروخت، اور سماجی میل جول کے طریقے سکھائے گئے ہیں۔ یہ سبق زبان و بیان کی مشق کے ساتھ ساتھ معاشرتی آداب سکھانے میں بھی مددگار ہے۔

یونٹ کے مقاصد

1۔ طلبہ میں روزمرہ گفتگو کا سلیقہ پیدا کرنا۔
2۔ خرید و فروخت کے دوران شائستگی اور گفتگو کے آداب سکھانا۔
3۔ استاد و شاگرد کے تعلق میں ادب و احترام کو سمجھنا۔
4۔ معاشرتی زندگی میں باہمی تعاون اور میل جول کے طور طریقے سکھانا۔
5۔ عملی زندگی میں زبان کے درست استعمال کی تربیت دینا۔

1

1 - جوتے والے کے ساتھ گفتگو

عزیز طلبہ طالبات ! اب آپ جوتوں کی دکان پر ہونے والی بات چیت پڑھیں گے۔ حمیدہ جوتوں کی دکان پر گئی اور دکان دار سے بات چیت کر رہی ہے۔

حمیدہ: (دکان میں داخل ہونے کے بعد) السلام علیکم !

جوتا فروش: (استقبال کرتے ہوئے) وعلیکم السلام آئیں بی بی کیا چاہیے؟

حمیدہ: مجھے خوبصورت اور مضبوط جوتے چاہیں۔

جوتا فروش: رنگ کون سا ہو؟

حمیدہ: لال رنگ ہو تو بہتر ہے۔

جوتا فروش: کیا آپ کو جوتے ابھی چاہیں یا آرڈر پر بنوائیں گی۔

حمیدہ: اوپر والی الماری میں سے کونے والے جوتے دکھائیں۔

جوتا فروش: یہ دیکھیں بی بی چمڑے کے جوتے ہیں اور ہم نے اپنے کاریگر سے بنوائے ہیں۔

حمیدہ: ذرا پہن کر تو دیکھوں اوہ مگر یہ تو بڑے ہیں۔

جوتا فروش: پھر آپ آرڈر پر بنوائیں۔

حمیدہ: ٹھیک ہے آرڈر والے جوتے کے کتنے پیسے ہوں گے۔

جونا فروش: ڈیڑھ سو روپیہ۔

حمیدہ: کتنے دنوں کے بعد تیار کر کے دیں گے؟

جوتا فروش: کم از کم ایک ہفتہ لگ جائے گا۔ اس کاغذ پر پاؤں رکھیے (پنسل سے ناپ کا نشان بنانا ہے) اگلی جمعرات کو شام کسی وقت بھی لے جایئے گا۔

حمیدہ: ٹھیک ہے۔ یہ لیں پچاس روپیہ باقی روپیہ جب جوتے تیار ہو جائیں گے اس وقت دے دوں گی۔

جونا فروش: ٹھیک ہے۔

2 - خود آزمائی (د)

(1) حمیدہ کیا چیز خریدنے گئی؟

(2) حمیدہ کو کس رنگ کے جوتے خریدنے تھے؟

(3) کیا حمیدہ نے جوتے اس وقت خریدے یا بنوانے کا آرڈر دیا؟

(4) حمیدہ کو جوتے کتنے دنوں کے بعد تیار ہو کر ملنے تھے؟

(5) جوتوں کی کیا قیمت تھی؟

3 - جوابات

(1) جوتے (2) لال

(3) آرڈر دیا (4) ایک ہفتہ

(5) ایک سو پچاس روپیہ

4 - استاد اور طالبہ کے درمیان گفتگو

عزیز طلبہ و طالبات! اب آپ ایک طالبہ اور استاد کے درمیان بات چیت پڑھیں گے کہ وہ کس طرح بات چیت کرتے ہیں۔

طالبہ : السلام علیکم میں اندر آ سکتی ہوں؟

استاد: وعلیکم السلام جی آئیں فرمایئے کیا کام ہے۔

طالبہ: جناب میں آپ کے کالج میں داخلہ لینا چاہتی ہوں۔

استاد: کس جماعت میں داخلہ لینا ہے؟

طالبہ: جی گیارہویں میں۔

استاد: آپ نے کون سا امتحان پاس کیا ہے؟

طالبہ: میں نے میٹرک کا امتحان علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد سے پاس کیا ہے۔

استاد: اس کالج میں کیوں داخلہ لینا چاہتی ہیں؟

طالبہ: میرے والد صاحب کا تبادلہ سکھر ا ہوا ہے اس لیے۔

استاد: ٹھیک ہے دسویں جماعت میں کیا مضامین تھے؟

طالبہ: اردو، انگریزی، اسلامیات اور مطالعہ پاکستان لازمی مضامین تھے اس کے علاوہ ہوم اکنامکس، جنرل سائنس، زراعت اور ریاضی مضامین تھے۔

استاد: میٹرک کی سند اور مائیگریشن سرٹیفکیٹ ہیں۔

طالبہ: جی ہاں میٹرک کی سند تو ہے لیکن مائیگریشن سرٹیفکیٹ نہیں ہے۔

استاد: پہلے علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی سے مائیگریشن سرٹیفکیٹ لے آئیں پھر داخلہ ہوگا؟

طالبہ: جی اچھا بہت مہربانی اللہ حافظ۔

5 - خود آزمائی (ر)

(1) طالبہ کس جماعت میں داخلہ لینا چاہتی تھی؟

(2) طالبہ نے کون سا امتحان پاس کیا تھا؟

(3) طالبہ نے میٹرک کا امتحان کہاں سے پاس کیا تھا؟

(4) طالبہ کے والد صاحب کا تبادلہ کہاں ہوا تھا؟

(5) طالبہ نے میٹرک میں کون سے مضامین پڑھے تھے؟

(6) استاد نے کس سرٹیفکیٹ اور سند کے بارے میں دریافت کیا؟

6 - جوابات

(1) گیارہویں جماعت

(2) میٹرک

(3) علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

(4) سکھر

(5) اردو، انگریزی، اسلامیات، مطالعہ پاکستان، ہوم اکنامکس، جنرل سائنس، زراعت اور ریاضی۔

(6) میٹرک کی سند اور مائیگریشن سرٹیفکیٹ۔

1

7 - شادی کی تیاری میں دو سہیلیوں کی گفتگو

عزیز طلبہ و طالبات! اب آپ شادی کی تیاری کے سلسلہ میں دو سہیلیوں کے درمیان ایک گفتگو پڑھیں گے۔

سلمی: (گھر میں داخل ہوتے ہوئے) عابدہ کیا کر رہی ہو؟

عابد: باجی کی شادی کا دوپٹہ تیار کر رہی ہوں۔

سلمٰی: شادی کی تیاری کوئی کام ہو تو مجھے بھی بتا۔

عابدہ: جہیز کے کچھ کپڑے اور سنگھار کا سامان خریدنے بازار جانا ہے۔

سلمٰی: بازار آج ہی جاتا ہے؟

عابدہ: جی ہاں یہ کام بھی ختم ہو جائے تو اچھا ہے واپسی کے بعد جہیز کے جوڑے بھی نا نکلتے ہیں؟

سلمٰی: کتنے جوڑے ہیں؟

عابدہ: پندرہ جوڑے ہیں۔ دیکھو

سلمٰی: (جوڑے دیکھتے ہوئے) بڑے خوبصورت ہیں اور سلائی بھی خوب ہے۔

عابدہ: ارے ایک اور کام رہ گیا؟

سلمٰی: کیا کام؟

عابدہ: چیزوں کی فہرست بنانی ہے۔

سلمٰی: آپ چیزوں کے نام بتائیں میں لکھتی جاتی ہوں۔

عابدہ: لکھیں پندرہ جوڑے، 6 بستر کی چادریں، دو جوڑے جوتے، چار کرسیاں اور ایک میز ....

سلمٰی: کوئی چیز رہ تو نہیں گئی؟

عابدہ: بس ٹھیک ہے آئیں چائے پئیں۔

8 - خود آزمائی (س)

(1) سلمی کے گھر میں داخل ہوتے وقت عابدہ کیا کام کر رہی تھی؟

(2) عابدہ اور سلمی بازار کیوں جا رہی تھیں؟

(3) عابدہ اور سلمی کو بازار سے واپس آنے کے بعد کیا کام کرنا تھا؟

(4) جہیز کے کل کتنے جوڑے تھے؟

(5) سلمی نے جوڑے دیکھ کر کیا کہا؟

(6) جہیز کا کل کتنا سامان تھا؟

9 - جوابات

(1) باجی کی شادی کا دوپٹہ تیار کر رہی تھی۔

(2) جہیز کے کپڑے اور سنگھار کا سامان خریدنے۔

(3) جہیز کے جوڑے بھی ٹانکنے ہیں

(4) پندرہ

(5) بڑے خوبصورت ہیں اور سلائی بھی خوب ہے۔

(6) سلمٰی نے

(7) پندرہ جوڑے، چھ بستر کی چادریں، دو جوتے کے جوڑے، مسہری، چار کرسیاں اور ایک میز وغیرہ وغیرہ۔

10- خود آزمائی

1. حمیدہ کس چیز کی خریداری کے لیے دکان پر گئی تھی؟

2. استاد نے طالبہ سے کس سند اور سرٹیفکیٹ کے بارے میں پوچھا؟

3. عابدہ اور سلمی بازار کیوں جا رہی تھیں؟

4. استاد نے طالبہ کے والد کے تبادلے کا ذکر سن کر کیا کہا؟

5. حمیدہ نے جوتے کس رنگ کے پسند کیے تھے؟

6. شادی کی تیاری میں سلمی اور عابدہ نے کن چیزوں کی فہرست بنائی؟

7. ان تینوں گفتگوؤں سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟

1

یونٹ نمبر....... 7

خطوط نویسی اور عرضی نویسی

تحریر: پروفیسر نظیر صدیقی
تشکیل جدید: شاہد اقبال کامران

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	یونٹ کا تعارف	77
	یونٹ کے مقاصد	77
1-	ایک خط	78
2-	خط کس طرح لکھنا چاہیے	78
3-	القاب وآداب اور خاتمہ	80
4-	لفافے پر پتا لکھنے کا طریقہ	81
5-	مختلف قسم کے خطوں کے نمونے	81
6-	دعوت نامے	86
7-	عرضی نویسی	88
8-	خود آزمائی	93
9-	جوابات	97

1

یونٹ کا تعارف

طلبہ وطالبات !

یہ یونٹ خطوط نویسی اور عرضی نویسی کے بارے میں ہے۔ خطوط نویسی کے معنی ہیں خط لکھنا اور عرضی نویسی کے معنی ہیں درخواست لکھنا کسی کو خط لکھنا اور کسی کے پاس درخواست بھیجنا آج کی انسانی زندگی کی ضروریات میں سے ہے۔

یونٹ کے مقاصد

اس یونٹ کے مطالعے کے بعد آپ:

1- یہ سمجھ سکیں گے کہ خط کیا ہوتا ہے۔

2- خط سے متعلق خاص خاص الفاظ جان سکیں گے اور انھیں استعمال کر سکیں گے۔

3- مختلف قسم کی ضروریات کے تحت لکھے جانے والے خطوں کے نمونوں کو دیکھ کر مختلف قسم کے خط لکھ سکیں گے۔

4- عرضی یا درخواست کا مفہوم جان سکیں گے۔

5- مختلف قسم کے عرضیاں پڑھنا اور سمجھنا آ جائے گا۔ 6 مختلف قسم کی عرضیاں لکھنا آ جائے گا۔

1

1 - ایک خط

پہلے آپ مندرجہ ذیل خط کو پڑھیں۔ یہ خط کسی لڑکی کی طرف سے اس کے کسی عزیز کی امتحان میں کامیابی پر خوشی کا اظہار کرنے اور مبارک باد دینے کے لیے لکھا گیا ہے۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ

15 جون 1995ء

جاوید بھائی !

السلام علیکم ! چچی جان کے خط سے معلوم ہوا کہ آپ نے سرگودھا بورڈ سے ایف ایس سی کا امتحان فرسٹ ڈویژن میں پاس کر لیا ہے اور اسی فی صد نمبر حاصل کیے ہیں۔ اس شاندار کامیابی پر دلی مبارک باد قبول کریں اور اس خوشی میں ہمارے حصے کی مٹھائی جلد بھیجیں۔ یہ بات یاد رہے کہ اس خوشی میں چچی جان کی طرف سے مٹھائی کا ڈبہ الگ آنا چاہیے اور آپ کی طرف سے الگ۔ مجھے یقین ہے کہ آپ نے جتنے اچھے نمبر حاصل کیے ہیں ان کی بنا پر میڈیکل کالج میں آپ کے داخلے میں کوئی دشواری نہ ہوگی۔ ہم سب لوگوں کی دعا ہے کہ خدا آپ کے تعلیمی راستوں کو آسان کرے اور آپ کو اپنی پسندیدہ منزل تک پہنچنے میں ہر ضروری مدد سے نوازے۔

آپ کی بہن

شاہدہ

2 - خط کس طرح لکھنا چاہیے

اس خط کو پڑھ کر آپ کو ذہن میں مندرجہ ذیل باتیں آئی ہوں گی:

-1 خط نام ہے ان دو آدمیوں کے درمیان تحریری یعنی لکھی ہوئی بات چیت کا جو ایک دوسرے سے دور ہیں۔

-2 خط لکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ کاغذ پر سب سے پہلے دائیں جانب اس مقام کا نام لکھا جائے جہاں خط بھیجا جا رہا ہے۔

-3 اگر یہ اندیشہ ہو کہ مکتوب الیہ یعنی خط پانے والے کو مکتوب نگار یعنی خط لکھنے والے کا پورا نام، پتا معلوم نہیں تو صرف مقام کا نام لکھنے کی بجائے پتا پورا لکھ دینا بہتر ہوگا۔

4- مقام یا پتے کے نیچے تاریخ لکھنا ضروری ہے تا کہ خط پانے والے کو معلوم ہو کہ خط کب بھیجا گیا۔

5- مقام اور تاریخ کے بعد جن الفاظ سے خط شروع ہوتا ہے انھیں القاب وآ داب کہتے ہیں۔ القاب وآ داب میں خط پانے والے سے رشتے کے مطابق الفاظ اور سلام دعا لکھتے ہیں جیسا کہ اس خط میں جاوید بھائی السلام علیکم لکھا گیا۔

6- سلام دعا کے بعد جو ضروری باتیں لکھنی تھیں لکھی گئیں مثلاً اس خط میں جاوید بھائی کو ان کی شاندار کامیابی پر مبارک با د دینی تھی اور اس پر خوشی کا اظہار کرنا تھا۔

7- خط لکھنے والے اور خط پانے والے کے درمیان اسی طرح کی بات چیت ہونی چاہیے جیسی کہ زندگی میں ہوتی ہے اس لیے اس خط میں ایک چھوٹی بہن اپنے ایک بڑے چچازاد بھائی سے مٹھائی کا تقاضا کر رہی ہے نہ صرف بھائی سے بلکہ بھائی کی ماں یعنی اپنی چچی سے بھی۔

8- عزیزوں اور دوستوں کے درمیان جو خط و کتابت ہوتی ہے اس میں محبت اور خلوص کا اظہار ضرور ہونا چاہیے۔ اس خط میں شاہدہ نے جاوید کے مستقبل کے بارے میں جن جذبات کا اظہار کیا ہے وہ اس کے خلوص اور محبت کا ثبوت ہیں۔ خلوص اور محبت کے بغیر ایسی باتیں نہیں لکھی جا سکتیں۔

9- خط کے آخر میں لکھنے والے کو اپنا نام لکھنا پڑتا ہے لیکن صرف نام لکھنا کافی نہیں۔ نام سے پہلے کچھ ایسے الفاظ لکھنے چاہیں جس سے قرابت اور یگانگت یعنی رشتہ ناتا ظاہر ہو۔ ایسے الفاظ کا استعمال بھی محبت اور خلوص کا اظہار کا ایک طریق ہے۔ اس خط میں جاوید کو معلوم ہے کہ خط لکھنے والی اس کی بہن ہے پھر بھی شاہدہ نے آپ کی بہن لکھ کر محبت اور خلوص کا ثبوت دیا۔

10- چونکہ خط دو آدمیوں کے درمیان بات چیت کا بدل ہے اس لیے خط بات حیت کی زبان میں لکھنا چاہیے نہ کہ مشکل زبان میں۔ رشتے اور موقع کے مطابق خط میں ہنسی مذاق کا اظہار بھی ہوسکتا ہے۔ اس خط میں شاہد نے یہ لکھ کر چچی جان کی طرف سے مٹھائی کا ڈبہ الگ سے آنا چاہیے اور آپ کی طرف سے الگ، اپنی لے تکلفی کا اور شوخی ' کا شیوت دیا ہے۔ اس طرح کی باتوں سے جاوید اور ان کی والدہ دونوں کو لطف آئے گا۔

اگر خط پڑھنے کے بعد آپ کی سمجھ میں یہ بات آ گئی کہ خط کسے کہتے ہیں۔ خط کس طرح لکھا جاتا ہے اسے کہاں سے شروع کرتے ہیں۔ کس طرح آگے بڑھاتے ہیں اور کس طرح ختم کرتے ہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ ہر خط کے چار حصے ہوتے ہیں تو غلط نہ ہوگا وہ چار حصے حسب ذیل ہیں۔

1- مقام اور تاریخ

1

-2 القاب وآداب کا وہ حصہ ہیں جس میں خط پانے والے کو خطاب کیا جاتا ہے اور سلام یا دعا لکھی جاتی ہے۔

-3 اصل مطلب یعنی خط کا مضمون

-4 خاتمہ

3 - القاب وآداب کا خاتمہ

عام طور پر خط لکھنے میں دو جگہ دشواری پیش آتی ہے۔

-1 ایک تو مختلف قسم کے لوگوں کو القاب وآداب لکھنے میں۔

-2 دوسرے خط کے خاتمے پر اپنے نام سے پہلے کچھ مناسب الفاظ لکھنے میں۔

ان دشواریوں کے پیش نظر نیچے خط پانے والوں کے اعتبار سے القاب وآداب اور خاتمے کے مناسب الفاظ لکھے جاتے ہیں:

خط پانے والے	القاب وآداب	خاتمہ
والد	پیارے ابا جان، السلام علیکم	آپ کی تابع فرمان، آپ کی بیٹی
والدہ	پیاری امی جان، السلام علیکم	آپ کی تابع فرمان، آپ کی بیٹی
چچا، ماموں، خالو	پیارے چچا جان، پیارے ماموں جان، پیارے خالو جان، السلام علیکم	آپ کی تابع فرمان، آپ کی بیٹی
چچی، ممانی، خالہ	پیاری چچی، پیاری ممانی، پیاری خالہ جان السلام علیکم	آپ کی تابع فرمان، آپ کی بھتیجی یا بھانجھی
استاد	پیارے استاد محترم السلام علیکم	آپ کی تابع فرمان شاگر
بڑا بھائی	بھائی جان، بردار محترم، برادر مکرم السلام علیکم	آپ کی بہن
چھوٹا بھائی	پیارے .... دعائیں	دعا گو، خیر طلب
بڑی بہن	میری پیاری آپا جان، میری پیاری باجی السلام علیکم	آپ کی پیاری بہن

چھوٹی بہن	پیاری.....دعائیں	تمھاری بہن
سہیلی	پیاری............السلام علیم	تمھاری......

چونکہ آج کل خط و کتاب میں سادگی اختیار کی جاتی ہے اس لیے القاب و آداب اور خط کے خاتمے میں کم سے کم الفاظ اور سادہ الفاظ کا استعمال مناسب ہے۔

4 - لفافے پر پتا لکھنے کا طریقہ

خط لکھنے کے بعد اسے لفافے میں رکھ کر پتا بھی لکھنا پڑتا ہے یا اگر پوسٹ کارڈ پر خط لکھا گیا تب بھی اس کی ایک جانب پتا ضرور لکھنا ہے اگر خط معمولی ڈاک کی بجائے رجسٹری کے ذریعے جارہا ہے تو لفافے کے اوپر لفظ رجسٹرڈ بھی لکھنا ضروری ہے۔ رجسٹرڈ خط کے لفافے پر بیچ کے حصے میں خط پانے والے کا پتا اور کسی ایک کونے پر خط بھیجنے والے کا پتا نمونے کے طور ذیل کے لفافے کو دیکھیے۔

5 - مختلف قسم کے خطوں کے نمونے

مرد کی طرح عورت بھی مختلف حیثیتیں ہوتی ہیں وہاں بھی ہوتی ہے، بیوی بھی، بہن بھی بھیجی بھی، بھابھی بھی اب آپ مختلف قسم کی ضرورتوں کے تحت عورت کی مختلف حیثیتوں میں لکھے ہوئے خطوط نمونے کے طور پر دیکھیے۔

(1)

بیٹے کے نام ایک خط جو کراچی کے انجینئرنگ کالج کا طالب علم ہے

راولپنڈی

24 مئی 2009

میرے پیارے بیٹے !

بے شمار دعائیں۔ کل تمھارا خط ملا بے حد خوشی ہوئی کہ تم خیریت سے ہو اور تمھارے امتحان کے تین پرچے اچھے ہوئے خدا کرے باقی پرچے اچھے ہوں۔ تمھارے مستقبل سے ہم لوگ کیسی کیسی آس لگائے بیٹھے ہیں۔ ابھی تم انجینئر نہیں بنے لیکن ہم تمھیں اپنے خیال میں انجینئر بنا کر کیسے کیسے خواب دیکھتے ہیں۔ ہمارا بیٹا نہ صرف کامیاب انجینئر بنے گا بلکہ

1

پاکستان کا نہایت نامور انجینئر بنے گا۔ خدا کرے ہمارے یہ سارے خواب پورے ہوں۔

تمھارے ابو ایک ہفتے کے لیے لاہور گئے ہوئے ہیں وہ جونہی واپس آئے تمھاری ضرورت کی ساری چیزیں بھجوا دوں گی تم ذرا بھی فکر نہ کرو۔

امتحان ختم ہونے کے بعد ایک آدھ ہفتے کی چھٹی ہو تو تم پنڈی آجاؤ آب وہوا کی تبدیلی تمھارے لیے مفید ہوگی اور ہم سب لوگوں کے دل بہل جائیں گے تمھاری بہن فرزانہ تم سے ناراض ہے کہ تم نے ایک مدت سے اسے خط نہیں لکھا۔ بہر حال تم آجاگے تو وہ بھی اپنی خفگی بھول جائے گی۔

یہاں سب لوگ خیر بیت سے ہیں۔

بہترین دعاں کے ساتھ

تمھاری امی

(2)

والد صاحب کے نام ایک خط

اسلام آباد

2 مئی 2009ء

اباجان !

السلام علیکم ! آپ کا خط ملا جس کا ہم سب لوگوں کو بڑا انتظام تھا آپ کا خط نہ آنے کی وجہ سے اماں خاص طور پر فکر مند تھیں۔ اس میں شک نہیں کہ آپ کی مصروفیات بہت ہیں پھر بھی خط لکھنے میں اتنی دیر نہ کیا کریں۔ چونکہ آپ ایک غیر ملک میں اکیلے رہتے ہیں اس لیے ہم سب لوگ آپ کے بارے میں فکر مند رہتے ہیں۔

امی جان کی صحت ٹھیک ہے۔ البتہ پچھلے ہفتے انھیں کچھ ٹھنڈ لگ گئی تھی جس کی وجہ سے انھیں ہلکا سا بخار آ گیا تھا لیکن اب وہ بالکل ٹھیک ٹھاک ہیں۔ ہم سب لوگوں کی دلی خواہش ہے کہ آپ اب کے رمضان میں چھٹی لے کر یہاں آئیں اور عید ہم لوگوں کے ساتھ کریں۔ آپ کے بغیر ہم لوگوں کی عید اچھی نہیں گزرتی۔ اس خط کا جواب جلد دیجیے گا۔

آپ کی بیٹی

م۔ش

1

(5)

بڑے بھائی کے نام ایک خط لاہور کے میڈیکل کالج کے طالب علم ہیں

اسلام آباد

21اکتوبر 2009ء

پیارے بھائی جان !

السلام علیکم ! آپ کا خط ملا یہ جان کر خوشی ہوئی کہ آپ کو ہوسٹل میں نہ صرف ایک اچھا کمرہ مل گیا ہے بلکہ ایک اچھا ساتھی بھی۔ ہم سب لوگوں کو اس بات کی خوشی تو بہت ہے کہ آپ کا داخلہ لاہور جیسے بڑے اور تاریخی شہر کے مشہور میڈیکل کالج میں ہو گیا لیکن زندگی میں پہلی مرتبہ آپ کی جدائی سے ہم لوگوں کو جو تکلیف ہو رہی ہے وہ ہمارا دل ہی جانتا ہے۔ یقیناً آپ کا دل بھی بہت اداس ہوگا لیکن گھبرائیے نہیں۔ یہ وقتی پریشانیاں ہیں۔ ہر بڑے مقصد کے لیے کوئی نہ کوئی قربانی دینا پڑتی ہے۔ اب آپ جی لگا کر پڑھیں اور ڈاکٹر بن کر سب لوگوں کی آرزوؤں کو پورا کریں۔ آپ ہمارے خاندان میں پہلے ڈاکٹر ہوں گے۔ اماں جی اس خیال سے اتنی خوش ہو رہی ہیں کہ اسے بیان نہیں کیا جا سکتا۔

خط کا جواب جلد دیا کیجیے ورنہ ہم لوگ صرف اس لیے بیمار پڑنا شروع ہو جائیں گے کہ آپ خط نہیں لکھتے۔

آپ کی پیاری بہن

(6)

خالہ جان کے نام ایک خط جو حال ہی میں آپ کے یہاں سے اپنے گھر ملتان واپس گئی ہیں

راولپنڈی

15جون2008ء

خالہ جان !

السلام علیکم ! آپ کا خط ملا یہ معلوم کر کے بڑا اطمینان ہوا کہ آپ سب لوگ ملتان پہنچ گئے۔ آپ لوگوں کے آ جانے سے ہمارے یہاں جتنی رونق آ گئی تھی آپ لوگوں کے چلے جانے سے رونق اتنی ہی کم ہو گئی ہے۔ آپ لوگوں کے ساتھ کتنا اچھا وقت گزرا۔ نہ جانے اب کتنے عرصے کے بعد آپ لوگ یہاں آئیں گی۔ جی چاہتا تھا کہ معصومہ اور شاہد کو ہرگز واپس نہ جانے دیں۔ معصومہ کی پیاری پیاری باتیں اور شاہد کی معصوم شرارتیں ہم سب لوگوں کو کتنی اچھی لگتی تھی۔ آپ لوگوں کے

1

جانے کے بعد سے اب تک ہر وقت آپ ہی لوگوں کا ذکر خیر ہے۔ آپ بھی نہ صرف دعاں میں بلکہ خطوں میں بھی ہمیں یاد رکھیے۔

پچھلے ایک ہفتے سے یہاں گرمی کی شدت میں اضافہ ہو گیا ہے پھر بھی ملتان کی گرمی سے یہاں کی گرمی کا کیا مقابلہ۔ لیکن وہاں اتنی شدید گرمی نہ پڑے تو پھرے مزے دار آم کہاں سے آئیں۔ آپ یہ نہ سمجھیے گا کہ میں آپ کو آموں کی یاد دلا کر آم بھیجنے کی فرمائش 2 کر رہی ہوں۔ اس معاملے میں آپ کو ہماری فرمائش کی بھی کیا ضرورت۔

اچھا اب اجازت دیجیے اور اپنی خیریت سے مطلع کرتی رہیں۔

1 مراد یہ ہے کہ جس سے کوئی نقصان نہ پہنچے۔

2 جس کی خواہش کی جائے۔

آپ کی............

(7)

ممانی جان کے نام ایک خط

شیخوپورہ

28 فروری 2008ء

خالہ جان !

السلام علیکم ! ہم سب لوگ بخیریت ہیں اور خدا کرے آپ بھی خیریت سے ہوں۔ اگلے مہینے کی 10 تاریخ کو یہاں شریف چچا کی چھوٹی بیٹی کی برات آ رہی ہے۔ اس موقع کے لیے اماں نے طارق کے کرتے اور شلوار کا کپڑا تو خرید لیا لیکن طبیعت کی خرابی کی وجہ سے اس کی سلائی نہ کر پا رہی ہیں۔ عباسی کے ہاتھ کپڑا اور ناپ بھیج رہی ہوں۔ آپ آٹھ دس دن کے اندر اسے سی کر کسی آنے والے کے ہاتھ بھیج دیں۔

بڑی مہربانی ہوگی۔

آپ کی بھانجی

1

(8)

کسی سہیلی کے نام خط

پشاور

23جون2008ء

میری پیاری شہلا !

تم نے کراچی پہنچ کر مجھے خط لکھنے میں اتنی دیر کی کہ میں کبھی تم نے مجھے بھلا دیا۔تمھارا خط پا کر میرا بداندیشہ غلط نکلا۔ ویسے کراچی والے بھول جانے اور بھلا دینے کے لیے بدنام ضرور ہیں نہ جانے وہاں کی آب وہوا میں کیا خرابی ہے۔

تمھارا خط اتنا مختصر ہے کہ میں اسے تمھارے کراچی پہنچنے کی صرف رسید کہہ سکتی ہوں۔نہ تم نے یہ لکھا کہ ہوائی جہاز کا سفر کیسا رہا نہ تم نے بتایا کہ کراچی پہنچ کر تم نے ہاکس بے اور کلفٹن کی سیر کے مزے لیے یا نہیں۔

کراچی میں تمھارا وقت کیسا گزر رہا ہے کن عزیزں اور دوستوں سے ملاقاتیں ہو رہی ہیں۔اگر اب کی بار تم نے مزید ارقسم کا مفصل خط نہ لکھا تو سمجھ لو کہ تمھارے نام یہ آخری خط ہے۔

تمھاری

(9)

ایک دیہاتی لڑکی کی طرف سے شہری سہیلی کے نام خط

شہر

8فروری2008

میری پیاری رشید !

بہت دنوں کے بعد تمھارا خط آیا تمھاری زندگی ہمیشہ شہر میں گزرتی رہی ہے تم ہم دیہاتیوں کا حال کیا پوچھتی ہو ہم لوگ بڑی حد تک فطرت کے رحم وکرم پر زندگی بسر کرتے ہیں پچھلے دنوں پندرہ بیس دن سے یہاں بارش کا شدید انتظار ہے اور بارش ہے کہ اس کے آثار تک نظر نہیں آتے۔آسمان پر نہ برسنے والے بادلوں کو بھی آنکھیں ترس کے رہ گئی ہیں۔بارش کے لیے پورے گاؤں میں نمازیں پڑھی جارہی ہیں لیکن ابھی تک ہماری دعائیں قبول نہ ہوئیں۔اگر خدانخواستہ ایک ہفتہ اور یہی رہا تو گندم کی فصل اب کی بار تباہ ہوجائے گی۔یہاں کی دولت تو یہی گندم ہے جسے ہم کسان لوگ بیچ کر زندگی کی دوسری

ضروریات پوری کرتے ہیں تم کہوگی میں بھی کیا داستان لے بیٹھی۔ خیر چھوڑو اس قصے کو تم اپنی شہری زندگی کی کسی دلچسپ تفریح کا حال لکھ بھیجو تا کہ ہمارے دل بہل جائیں۔

1- آثار ینشان

تمھاری

(10)

ایک بھانجی کے نام

سرگودھا

مارچ 2008ء

عزیزی ریشماں !

بہت بہت دعائیں تمھارا خط ملا۔ یہ جان کر اطمینان ہوا کہ تم سب لوگ خیریت سے ہو۔تم لوگ ایک مدت سے ہم لوگوں کو اپنے یہاں بلا رہی ہوں۔ ہم لوگوں کا بھی جی بہت چاہتا ہے کہ تمھارے یہاں جائیں اور کچھ دن رہیں ایسا لگتا ہے کہ اس سال ہماری یہ تمنا پوری ہو جائے گی۔ اب کی بار گندم کی فصل اچھی جا رہی ہے ہم لوگ گندم کی کٹائی سے فارغ ہو کر جلد سے جلد تمھارے آنے کا پروگرام بنائیں گے۔ ہمارا چھوٹا بیٹا زاہد تم سب لوگوں کو بہت یاد کرتا ہے۔ ان شا اللہ اب کی بار بہت دنوں کے بچھڑے ہوئے ضرور ملیں گے۔ حامد کے ابو اور میری طرف سے سب لوگوں کو دعائیں کہو اور اپنی خیریت سے مطلع کرتی رہو۔

تمھاری ممانی

6 - دعوت نامے

دعوت نامہ بھی خط ہی کی ایک قسم ہے۔ سالگرہ کی تقریب سے لے کر شادی بیاہ تک کی تقریب میں عزیزوں اور دوستوں کو شرکت کے لیے جو دعوت نامے بھیجے جاتے ہیں وہ سب ایک طرح کے خط ہی ہیں۔ ذیل میں سالگرہ اور شادی کی تقریبات 1 کے دعوت ناموں کے نمونے دیے جاتے ہیں اگرچہ آج کل ہر طرح کے دعوت نامے بہت سادہ زبان میں لکھے جاتے ہیں پھر بھی ان میں کچھ ایسے الفاظ ضرور استعمال ہوتے ہیں جو ان تقریبات کے لیے مخصوص ہو چکے ہیں۔

1

(1)

سالگرہ کی تقریب میں شرکت کا دعوت نامہ

19۔فروری2007

16مارچ 2007 کوخدا کےفضل وکرم سے ہمارے چھوٹے بیٹے سعید احمد کی عمر کا چوتھا سال مکمل ہورہا ہے اس مبارک موقع پرشام کے چار بجے اس کی چوتھی سالگرہ منائی جارہی ہے۔اس تقریب میں آپ کی شرکت مسرتوں میں اضافے کا باعث ہوگی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہماری بیٹی ....کی شادی خانہ آبادی ....کے نورِنظر ....کے ساتھ ....مئی..........کوہونا قرار پائی ہے۔امید ہے آپ اس تقریب سعید میں شریک ہوکر ہماری مسرتوں میں اضافہ فرمائیں گے۔

آپ کی شرکت کے متمنی 3

محمد یار خان وبیگم محمد یار خان

پروگرام

برات آمد.............................ساتھ بجے شام شادی ہال اسلام آباد

نکاح...ساڑھے سات بجے شام

طعام...آٹھ بجے شام

1۔تقریبات جمع ہے تقریب کی کوئی رسم جس میں رشتے دار اور دوبیست جمع ہوں۔

2۔یہ سرت کی جمع ہے اور مسرت کے معنی ہیں شیشی۔

3۔آرزو تمنا کرنے یا

4۔آج کل شہروں میں زیادہ تر شادی ہال میں شادیوں کے فنکشن ہوتے ہیں البدا یہاں شادی بال کا نام لکھا جائے (اگر فنکشن کسی شادی ہال میں ہورہا ہے تو میں ن گھر کا پتا لکھا جائے گا۔

1

7- عرضی نویسی

عرضی نویسی کے معنی ہیں درخواست لکھنا جس طرح مختلف ضرورتوں کے تحت کسی نہ کسی کو خط لکھنا پڑتا ہے۔ اسی طرح مختلف ضرورتوں کی بنا پر درخواستیں بھی لکھی جاتی ہیں۔ اب آپ مختلف قسم کی درخواستوں کے نمونے دیکھیے۔

(1)

سکول سے چھٹی کی درخواست

بخدمت

محترمہ ہیڈ مسٹریس صاحبہ

گورنمنٹ ہائی سکول ٹوبہ ٹیک سنگھ

محترمہ!

عرض ہے کہ میری بیٹی عائشہ اکرام جو آپ کے سکول میں چھٹی جماعت کی طالبہ ہے کل شام سے بخار میں مبتلا ہے اس لیے آج وہ سکول جانے کے قابل نہیں۔

براہ کرم آج عائشہ کو چھٹی عنایت کر کے مجھے ممنون 1 فرمائیں۔

العارض

رضیہ بیگم

12 اپریل 1996

مکان نمبر گلی نمبر

ٹوبہ ٹیک سنگھ

1۔ جس پر احسان کیا گیا ہو اس موقع پر مشکور لکھنا غلط ہے۔ پر

(2)

سکول چھوڑنے کا سرٹیفکیٹ

بخدمت

محترمہ ہیڈمسٹریس صاحبہ

گورنمنٹ ہائی سکول

فیصل آباد

محترمہ!

عرض خدمت ہے کہ اس سال میری بیٹی کلثوم راحت نے آپ کے سکول سے میٹرک کا امتحان فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا۔ اب اسے ایف ایس سی میں داخلہ کے لیے درخواست دینا ہے جس کے ساتھ سکول چھوڑنے کا سرٹیفکیٹ پیش کرنا ضروری ہے۔

اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ اسے سکول چھوڑنے کا ٹریفکیٹ عنایت کر کے مجھے ممنون فرمائیں۔

العارض

م۔ن

جون............ء

مکان نمبرگلی نمبرضلع .

(3)

بطور استانی ملازمت کی درخواست

بخدمت

جناب ناظم تعلیمات

نظامت تعلیمات

لاہور

جناب عالی !

''نوائے وقت لاہور'' ....میں آپ کی نظامت تعلیمات کی طرف سے مڈل سکول میں عربی پڑھانے والی ایک استانی کی ضرورت کا اشتہار شائع ہوا ہے۔ میں اس اشتہار کے جواب میں اپنی خدمات پیش کرتی ہوں۔ آپ کے غورو

1

خوض کے لیے ضروری کوائف 2 درج ذیل ہیں۔

میں نے چار سال قبل یعنی 2006ء میں لاہور بورڈ سے میٹرک کا امتحان سیکنڈ ڈویژن میں پاس کر لیا۔ میں نے ایک اختیاری مضمون کے طور پر عربی ایف اے تک پڑھی ہے۔ علاوہ ازیں ابتدائی عربی کا ایک کورس علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی سے بھی کیا ہے۔ پچھلے چھ ماہ سے میں ایک پرائمری سکول میں عربی کی استانی کی حیثیت سے ملازمت بھی کر رہی ہوں۔ لیکن میرا یہ تقررہ عارضی ہے اور میری یہ ملازمت کسی وقت ختم کی جا سکتی ہے۔ میں نے اپنی عربی استعداد میں اضافے کے لیے علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے تجدیدی کورس میں داخلہ لے رکھا ہے۔

امید ہے کہ آپ میری تعلیمی استعداد اور تدریسی تجربے کو پیش نظر رکھتے ہوئے میری درخواست پر ہمدردی کے ساتھ غور فرمائیں گے ضروری اسنادہ اس درخواست کے ساتھ ارسال خدمت ہیں۔

العارض

ش۔ج

مکان نمبر گلی نمبر ضلع

1- خدمات جمع ہے خدمت کی 2- کیفیت کی جمع ہے کہ ایک مراد ہے زندگی کے حالات

3- مقرر کرنا مراد ہے توکری 4- جو مستقل نہ ہوتی ہوتی

5- جس کو تازہ کیا گیا ہو 6- سند کی جمع ہے لتا دسند کے معنی ہیں ٹریفکیٹ

7- ارسال خدمت کے معنی ہیں آپ کے پاس بھیجی جا رہی ہے ارسال کے معنی مہینے کے ہیں خدمت کا لفظ تعظیما استعمال کیا گیا ہے

(4)

گاؤں میں سکول کھلوانے کے لیے درخواست

محکمہ تعلیم

جناب افسر تعلیم

سب ڈویژن

اسلام آباد

1

جناب عالی !

عرض خدمت ہے کہ ہمارے گاؤں کمال پور میں آج تک کوئی پرائمری سکول بھی قائم نہ ہو سکا۔ لے دے کر ایک چھوٹا سا مکتب ہے جس میں بچوں کی کچھ ابتدائی تعلیم ہوتی ہے اور جس کے مولوی صاحب کی تنخواہ گاؤں والے مل کر ادا کرتے ہیں۔

اب گاؤں میں بچوں کی تعداد پہلے سے کہیں زیادہ ہو چکی ہے اور مکتب کی تعلیم سے فارغ ہونے والے بچوں کو مزید اور تعلیم کی سہولتیں بالکل میسر نہیں ہیں آپ سے گزارش ہے کہ ہمارے گاؤں میں ایک پرائمری سکول جلد سے جلد کھول دیں تا کہ ہماری تعلیمی پسماندگی کسی حد تک دور ہو سکے۔

العارض

موضع سمال پور کے باشندے

ڈاک خانہ نور پور شاہاں ضلع اسلام آباد

(5)

میٹرک کی سند حاصل کرنے کے لیے

بخدمت جناب ناظم امتحانات

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی

11 جنوری 2010

اسلام آباد

عنوان: میٹرک کی سند کا حصول

عالی جناب !

گزارش ہے کہ میں نے آپ کی یونیورسٹی سے میٹرک کی سند کے لیے مطلوبہ مضامین (آٹھ کریڈٹ) پاس کر لیے ہیں اور ہر مضمون میں میرے حاصل کردہ نمبر 40 فی صد سے زاید ہیں براہ کرم مجھے میٹرک کی سند عنایت فرمائی جائے میں نے سند حاصل کرنے والا فارم پر کر کے درخواست کے ساتھ لگا دیا ہے نیز نتائج کی مصدقہ نقول اور 60 روپے کا بینک ڈرافٹ بھی منسلک ہے۔

1

العارض

بشریٰ انجم

مکان نمبر......محلّہ

راولپنڈی

(6)

محلے میں گندگی کی شکایت

بخدمت

جناب افسر صحت

سی ڈی اے

اسلام آباد

جناب عالی !

ہمارے علاقے جی 8/ میں صفائی کا انتظام بالکل ناقص ہو کر رہ گیا ہے کوڑے کرکٹ وخاشاک کا ڈھیر ایک ایک مہینے تک اٹھایا نہیں جاتا جس کی وجہ سے آس پاس بدبو پھیلتی رہتی ہے اور صحت عامہ کو خطرہ لاحق رہتا ہے۔ براہ کرم اس علاقے میں صفائی کے انتظام کی طرف فوری توجہ دے کر ہمیں ممنون فرمائیں۔

العارض

نسیم اختر

جون 2006ء

مکان نمبر علاقہ

1 کوڑا کرکٹ

2 عام لوگوں کی صحت

3 لاحق کے معنی میں پیچھے سے آنے والا یہاں مراد ہے کسی بھی صحت خراب ہونے کا ڈالگا رہتا ہے۔

1

8 - خود آزمائی

سوال نمبر 1 ذیل کے سوالوں کا مختصر جواب دیجیے۔ زیادہ تر ہاں یا نہیں میں یا زیادہ سے زیادہ ایک جملے میں۔

(1) خط کس چیز کا بدل ہے؟

(ii) ایک خط کے کتنے حصے ہو سکتے ہیں؟

(ii) ایک خط کے شروع میں یہ الفاظ آتے ہیں جاوید بھائی السلام علیکم خط میں اس حصے کو آپ کیا کہیں گی؟

(iv) کیا خط میں مقام اور تاریخ لکھنا ضروری ہے؟

(v) خط میں مقام اور تاریخ کہاں لکھنا چاہیے؟

(vi) کس طرح کے خطوں میں محبت اور خلوص کا اظہار ضروری ہے؟

(vii) خط میں خط لکھنے والے کے نام سے پہلے جو الفاظ لکھے جاتے ہیں ان سے کیا ظاہر ہوتا ہے؟

(viii) خط بات چیت کی زبان میں لکھنا چاہیے یا مشکل زبان میں؟

(ix) رشتے اور موقع کے مطابق خطوں میں ہنسی مذاق مناسب ہے یا نہیں؟

(x) سالگرہ یا شادی کا دعوت نامہ خط کی قسم ہے یا درخواست کی؟

سوال نمبر-2 یہ بتائیے کہ خطوں میں سلام لکھنے کے مندرجہ ذیل طریقوں میں سے کون سا طریقہ صحیح ہے:

(i) السلام علیم

(ii) سلام علیم

(iii) سلام وعلیکم

(iv) سلام علیک

(v) السلام علیکم

سوال نمبر-3 نیچے لکھے ہوئے جملوں میں سے کون سا جملہ صحیح ہے؟

(i) ہم لوگ خیریت سے ہیں اور آپ کی خیر بیت نیک مطلوب چاہتی ہوں۔

(ii) ہم لوگ خیریت سے ہیں اور آپ کی خیر بیت نیک مطلوب ہے۔

سوال نمبر-4 ذیل میں لفافے پر دو طریقے سے پتا لکھا گیا ہے آپ بتائیں کہ ان میں سے صحیح طریقہ کون سا ہے۔

(i) موضع

ڈاک خانہ.......................

ضلع.......................

خط ملے جناب کرم داد صاحب کو

(ii) بخدمت

جناب کرم داد

موضع.......................

ڈاک خانہ.................

ضلع.................

سوال نمبر 5 ہاں یا نہیں میں جواب دیں:

(i) خط میں تاریخ لکھنا ضروری ہے یا نہیں؟

(ii) خط جس مقام سے لکھا جا رہا ہے اس کا نام لکھنا ضروری ہے یا نہیں؟

(iii) خط کے آخر میں اپنا نام لکھنے سے پہلے کوئی لفظ یا کچھ الفاظ لکھنے ضروری ہیں یا نہیں؟

(iv) رجسٹرڈ خط میں اپنا پتا لکھنا ضروری ہے یا نہیں؟

(v) عزیزوں اور دوستوں کے نام لکھے جانے والے خطوں میں محبت اور خلوط کا اظہار ضروری ہے یا نہیں؟

سوال نمبر- 6 نیچے لکھے ہوئے لفظوں میں جو واحد ہیں ان کے سامنے ان کی جمع لکھیں اور جمع ہیں ان کے سامنے ان کی واحد لکھیے۔

-1	القاب	-6	آثار
-2	ادب	-7	تقریب
-3	خط	-8	خدمات
-4	جذبات	-9	سند
-5	حادثہ	-10	مشکل

سوال نمبر 7 نیچے لکھے ہوئے لفظوں کے سامنے غلط معنی لکھے گئے ہیں آپ صحیح معنی لکھیں۔

1

1-	اندیشہ	نشانات
2-	شوخی	لذت
3-	لطف	چلبلا پن
4-	محترم	احسان مند
5-	آثار	خیال، ڈر
6-	ممنون	جس کی عزت کی جائے
7-	تلافی	دید
8-	مکتوب نگار	جس کے نام خط لکھا جائے
9-	تاخیر	نقصان کا عوض
10-	مکتوب الیہ	خط لکھنے والا

سوال نمبر 8 نیچے لکھے ہوئے جملوں میں جو باتیں صحیح ہیں ان کے سامنےلفظ صحیح لکھئے اور جو باتیں غلط ہیں ان کے سامنے لفظ غلط لکھیے۔

1- خطوں میں مقام اور تاریخ آخر میں لکھتے ہیں۔

2- جس افسر کے نام درخواست لکھی جائے اس کو سلام لکھنا ضروری ہے۔

3- خطوں میں دوستوں اور سہیلیوں کو سلام لکھنا ضروری نہیں۔

4- ملازمت کے لیے درخواستوں میں اپنی پریشانیوں کا حال ضرور لکھنا چاہیے۔

5- درخواستوں میں خلوص اور محبت کا اظہار ضروری ہے۔ر

6- سہیلیوں کے نام خطوں میں بے تکلفی اور شوخی سے کام نہیں لینا چاہیے۔

7- ملازمت کے لیے درخواست لکھتے وقت اس اظہار کا حوالہ دینا ضروری ہے جس میں کسی ملازمت کا اشتہار شائع ہوا۔

8- درخواست کے آخر میں اپنا پورا پتا لکھنا ضروری ہے۔

سوال نمبر-9 یہ بتائیے کہ یہ الفاظ خطوط نویسی سے تعلق رکھتے ہیں یا عرضی نویسی ہے؟

1- القاب وآداب   6- السلام علیکم

1

-2	مکتوب نگار	-7	دعائیں
-3	مکتوب الیہ	-8	محبت اور خلوص
-4	العارض	-9	بے تکلفی اور شوخی
-5	العارض	-10	آپ کی

سوال نمبر-10 نیچے لکھے ہوئے جملوں میں خالی جگہوں کو صحیح لفظ سے پر کیجیے۔

-1 ہمارے بیٹے کو چھٹی دے کر ہمیں ....فرمائیں۔ مشکور/ممنون

-2 آپ کی خیریت نیک..................ہے۔ مطلوب/چاہتی ہوں

-3 آسمان پر بارش کے...........نظر آتے ہیں۔ اثرات آثار

9- جوابات

سوال نمبر-1
1- بات چیت کا
2- چار
3- القاب وآداب
4- جی ہاں
5- خط کے شروع میں دائیں جانب
6- عزیزوں اور دوستوں کے نام لکھے جانے والے خطوط میں
7- قربت اور یگانگت
8- بات چیت کی زبان میں
9- مناسب ہے
10- خط کی

سوال نمبر-2 السلام علیکم

سوال نمبر-3 دوسرا جملہ

سوال نمبر-4 نمبر صحیح طریقہ ہے۔

سوال نمبر-5 1-ضروری ہے 2-ضروری ہے 3-ضروری ہے 4-ضروری ہے 5-ضروری ہے

سوال نمبر-6

1-	القاب	لقب	6-	آثار	اثر
2-	ادب	آداب	7-	تقریب	تقریبات
3-	خط	خطوط	8-	خدمات	خدمت
4-	جذبات	جذبہ	9-	سند	اسناد
5-	حادثہ	حادثات	10-	مشکل	مشکلات

سوال نمبر-7

1-	اندیشہ	خیال۔ڈر	2-	شوخی	چلبلاپن
3-	لطف	لذت	4-	محترم	جس کی عزت کی جائے
5-	آثار	نشانات	6-	ممنون	احسان مند
7-	تلافی	نقصان کا عوض	8-	مکتوب نگار	خط لکھنے والا

9- تاخیر دیر 10- مکتوب الیہ جس کے نام خط لکھا جائے

سوال نمبر-8 1- خطوط نویسی سے 6- خطوط نویسی سے

2- خطوط نویسی سے 7- خطوط نویسی سے

3- خطوط نویسی سے 8- خطوط نویسی سے

4- درخواست ہے 9- خطوط نویسی سے

5- درخواست ہے 10- خطوط نویسی سے

سوال نمبر-9 1- غلط 2- غلط 3- صحیح 4- غلط

5- غلط 6- غلط 7- صحیح 8- صحیح

سوال نمبر-10 1- ممنون 2- مطلوب 3- آثار......8

1

یونٹ نمبر.....8

مضمون نویسی

تحریر: قاسم یعقوب

1

فہرستِ مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	یونٹ کا تعارف	101
	یونٹ کے مقاصد	101
1-	مضمون نگاری	102
2-	مضمون کی اقسام	103
	(i) علمی مضمون	103
	(ii) ادبی مضمون	103
	(iii) صحافتی مضمون	103
3-	مضمون نگاری کے اصول	103
4-	نمونہ مضامین	104
	(i) بہار کا موسم	104
	(ii) کامیابی	106
5-	خود آزمائی	107

1

یونٹ کا تعارف

یہ یونٹ ''مضمون نگاری'' پر مشتمل ہے جو اُردو نثر کی ایک اہم اور دلچسپ صنف ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ مضمون کیا ہوتا ہے، اس کے اجزا، اقسام اور اس کو لکھنے کے بنیادی اصول کیا ہیں۔ طلبہ کو یہ سکھایا گیا ہے کہ ایک اچھا مضمون کیسے لکھا جاتا ہے، اس میں ربط، ترتیب اور زبان و بیان کی خوب صورتی کیسے پیدا کی جاتی ہے۔ اس یونٹ میں علمی، ادبی اور صحافتی مضامین کی وضاحت کے ساتھ ساتھ دو مضامین ''بہار کا موسم'' اور ''کامیابی'' شامل کیے گئے ہیں تاکہ طلبہ مضمون نگاری کے عملی پہلو کو بھی سمجھ سکیں۔ اس یونٹ کے مطالعے سے طلبہ میں تحریری اظہار، فکری نظم اور تخلیقی صلاحیت کو فروغ ملتا ہے۔

یونٹ کے مقاصد

اس یونٹ کو پڑھنے کے بعد طلبہ:

1۔ مضمون نگاری کی تعریف اور خصوصیات سمجھ سکیں گے۔

2۔ مضمون کے بنیادی اجزا اور اس کے حصوں کی پہچان کر سکیں گے۔

3۔ مضمون کی مختلف اقسام میں فرق بتا سکیں گے۔

4۔ مضمون لکھنے کے اصول مثلاً ربط، ترتیب، زبان و بیان اور اختتام کے تقاضوں کو سمجھ سکیں گے۔

5۔ کسی دیے گئے موضوع پر مختصر اور منظم مضمون لکھ سکیں گے۔

6۔ علمی، ادبی اور صحافتی مضامین کے درمیان امتیاز بیان کر سکیں گے۔

7۔ مضمون نگاری میں مثالیں، دلائل اور اقوال کے استعمال کی اہمیت کو جان سکیں گے۔

1- مضمون نگاری

مضمون نگاری اُردو ادب کی ایک نہایت اہم اور دلکش نثری صنف ہے۔ 'مضمون' کا لفظ عربی زبان سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں: بیان کرنا، مطلب واضح کرنا، کسی خیال کو ترتیب کے ساتھ پیش کرنا یا کسی موضوع کی وضاحت کرنا۔ گویا مضمون نگاری دراصل کسی خاص موضوع پر اپنے خیالات، معلومات اور تجربات کو ایک مربوط اور منظم شکل میں بیان کرنے کا نام ہے۔

مضمون نگاری محض خیالات کو کاغذ پر بکھیر دینے کا عمل نہیں، بلکہ یہ ایک **فن** ہے جس کے ذریعے مصنف اپنے اندر کے خیالات اور بیرونی دنیا کے مشاہدات کو خوبصورت اور پراثر انداز میں بیان کرتا ہے۔ ایک اچھے مضمون میں نہ صرف معلومات فراہم کی جاتی ہیں بلکہ قاری کو موضوع کی گہرائی اور وسعت کا بھی احساس دلایا جاتا ہے۔

مضمون نگاری کا سب سے بڑا مقصد یہ ہے کہ قاری کو کسی خاص موضوع کے بارے میں صحیح اور جامع معلومات فراہم کی جائیں۔ لکھنے والے کے علمی مطالعے، گہرے مشاہدے اور فکری صلاحیتوں کا اظہار ہو۔ موضوع کو اس طرح بیان کیا جائے کہ پڑھنے والا نہ صرف سمجھ سکے بلکہ متاثر بھی ہو۔

ایک کامیاب مضمون میں ہمیشہ ربط اور تسلسل پایا جاتا ہے تاکہ ایک خیال دوسرے خیال سے جُڑتا ہوا آگے بڑھے۔ زبان و بیان کی دلکشی موجود ہوتی ہے تاکہ قاری اکتاہٹ محسوس نہ کرے بلکہ دلچسپی کے ساتھ آخر تک پڑھتا جائے۔ معلومات کی صحت کا خیال رکھا جاتا ہے تاکہ قاری کو حقیقت پسندانہ اور مستند علم حاصل ہو۔ یوں کہا جاسکتا ہے کہ مضمون نگاری ادب میں علم اور فن کا حسین امتزاج ہے۔ یہ نہ صرف معلومات دینے کا ذریعہ ہے بلکہ لکھنے والے کے ذہنی کمالات، مطالعے کی وسعت، اور زبان پر قدرت کا بھی آئینہ دار ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مضمون کو محض خیالات کا مجموعہ نہیں سمجھا جاتا بلکہ یہ ایک منظم، بامقصد اور فنکارانہ اظہار ہے، جو قاری کے ذہن پر دیرپا اثر چھوڑتا ہے۔

2- مضمون کی اقسام

مضامین کو عام طور پر تین بڑی اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے:

ا۔علمی مضمون

ایسا مضمون جس میں کسی سائنسی، معاشرتی یا فکری موضوع پر تحقیق اور دلیل کے ساتھ اظہارِ خیال کیا جائے، اسے علمی مضمون کہتے ہیں۔اس میں مصنف حقائق اور دلائل کے ذریعے بات کو ثابت کرتا ہے۔

مثال: "سائنس کے فوائد"، "تعلیم کی اہمیت"، "پانی کی بچت"۔

۲۔ادبی مضمون

ایسا مضمون جس میں کسی ادبی، تخیلاتی یا جذباتی موضوع کو خوب صورت اندازِ بیان اور ادبی رنگ کے ساتھ پیش کیا جائے، اسے ادبی مضمون کہا جاتا ہے۔اس میں تشبیہات، استعارے اور محاورے استعمال کیے جاتے ہیں۔

مثال: بہار کا منظر، محبت، خواب اور حقیقت۔

۳۔صحافتی مضمون

ایسا مضمون جو کسی اخبار یا رسالے میں حالاتِ حاضرہ، سیاسی، معاشرتی یا عوامی مسائل پر لکھا جائے، اسے صحافتی مضمون کہتے ہیں۔اس میں موجودہ حالات پر بحث کی جاتی ہے اور مسائل کا حل بھی پیش کیا جاتا ہے۔

مثال: "مہنگائی کے اثرات"، "کرکٹ کا جنون"، "ماحولیات کے مسائل"۔

3- مضمون نگاری کے اصول

مضمون نگاری کو مؤثر اور کامیاب بنانے کے لیے چند اصولوں پر عمل ضروری ہے:

1.موضوع کا انتخاب:

موضوع ایسا ہونا چاہیے جو قاری کی دلچسپی پیدا کرے اور لکھنے والا اس پر خاطر خواہ معلومات رکھتا ہو۔

2۔مطالعہ اور مشاہدہ:

مضمون نگار کو کتب بینی اور مشاہدے کے ذریعے موضوع کے مختلف پہلوؤں پر گہری نظر ڈالنی چاہیے تاکہ تحریر مستند اور جامع ہو۔

3۔ترتیب اور ربط:

خیالات کو منظم انداز میں پیش کرنا لازمی ہے۔مضمون میں ابتدا، وسط اور انجام واضح ہونا چاہیے۔

4۔زبان و بیان کی خوب صورتی:

الفاظ کا چناؤ سادہ مگر مؤثر ہو۔زبان میں شیرینی اور جملوں میں روانی ہونی چاہیے تاکہ قاری دلچسپی کے ساتھ پڑھتا جائے۔

5۔دلائل اور مثالیں:

مضمون کو مضبوط بنانے کے لیے دلائل، مثالیں، اشعار، قرآنی آیات، احادیث یا مشہور اقوال درج کرنا نہایت مفید ثابت ہوتا ہے۔

6۔غیر جانبداری اور حقیقت پسندی:

مضمون میں مبالغہ آرائی یا غلط بیانی سے گریز کرنا چاہیے۔حقائق کو صاف اور واضح انداز میں پیش کیا جائے۔

7۔اختتام کا حسن:

مضمون کا اختتام ایسا ہونا چاہیے جو قاری پر اچھا اثر چھوڑے اور مضمون کے مقصد کو واضح کرے۔

4- نمونہ مضامین

بہار کا موسم

قدرت نے دنیا کو چار موسموں سے نوازا ہے، اور ان میں سب سے حسین اور دلکش موسم بہار ہے۔خزاں کی اداسی اور سردیوں کی سختی کے بعد جب بہار آتی ہے تو گویا زندگی پھر سے مسکرا اُٹھتی ہے۔یہ موسم تازگی، سرسبزی اور شادابی کا پیغام لاتا

1

ہے۔اسی لیے اسے "موسموں کی ملکہ" کہا جاتا ہے۔

جب بہار کا آغاز ہوتا ہے تو ہر طرف ایک نیا سماں بندھ جاتا ہے۔ درختوں پر نئی کونپلیں نکلتی ہیں، شاخوں پر ہریالی چھا جاتی ہے اور پرندے اپنی سریلی آوازوں سے فضا کو خوشگوار بنا دیتے ہیں۔ ایسا لگتا ہے جیسے مردہ دلوں میں نئی روح پھونک دی گئی ہو۔ ہر چیز زندگی سے بھرپور اور تروتازہ نظر آنے لگتی ہے۔ بہار کے دنوں میں باغات اور کھیتوں کا منظر دل کو موہ لیتا ہے۔ رنگ برنگے پھول جب مسکراتے ہیں تو فضا میں عطر بکھر جاتا ہے۔ لال، پیلے، سفید، نیلے اور گلابی پھول گویا زمین پر جنت کے نظارے پیش کرتے ہیں۔ کسان کے کھیت لہلہانے لگتے ہیں اور گندم کی بالیاں خوشحالی کی نوید دیتی ہیں۔ سبزہ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے زمین پر کسی نے مخملی چادر بچھا دی ہو۔

یہ موسم صرف قدرتی مناظر ہی نہیں سنوارتا بلکہ انسانی طبیعت پر بھی خوشگوار اثر ڈالتا ہے۔ انسان خوش مزاج اور ہشاش بشاش ہو جاتا ہے۔ بہار کے اثر سے شاعروں اور ادیبوں کے دل میں نئے خیالات جنم لیتے ہیں۔ شاعر کے اشعار میں نرمی، حسن اور دلکشی آ جاتی ہے۔ اختر شیرانی، فیض احمد فیض اور دیگر کئی شعراء نے بہار کے حسین مناظر کو اپنی شاعری میں امر کر دیا ہے۔

ٹک دیکھ لیں چمن کو چلو لالہ زار تک
کیا جانے پھر جئیں نہ جئیں ہم بہار تک

(میر حسن)

بہار کا موسم ہمیں ایک سبق بھی دیتا ہے۔ یہ ہمیں یاد دلاتا ہے کہ زندگی ہمیشہ ایک سی نہیں رہتی۔ خزاں کے بعد بہار ضرور آتی ہے۔ یوں یہ موسم امید، خوشی اور شادمانی کا پیغام بن کر آتا ہے۔ یہ ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ مشکل وقت کے بعد آسانیاں آتی ہیں، اداسی کے بعد خوشی جنم لیتی ہے، اور اندھیروں کے بعد روشنی نمودار ہوتی ہے۔

آخر میں کہا جا سکتا ہے کہ بہار کا موسم صرف ایک قدرتی تبدیلی نہیں بلکہ یہ زندگی کی خوبصورتی اور امید کا استعارہ ہے۔ یہ موسم دلوں کو تازگی بخشتا ہے، طبیعت کو شگفتہ کرتا ہے اور انسان کو فطرت کے قریب لے آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بہار کا موسم سب کو عزیز ہے اور ہمیشہ یادگار رہتا ہے۔

کامیابی

کامیابی انسان کی زندگی کا سب سے حسین خواب ہے۔ یہ ہر شخص کی خواہش اور آرزو ہوتی ہے کہ وہ زندگی میں ترقی کرے اور دوسروں سے بہتر مقام حاصل کرے۔ کامیابی محض ایک لفظ نہیں بلکہ ایک ایسا خواب ہے جو محنت، صبر اور مستقل مزاجی کے بغیر حقیقت کا روپ اختیار نہیں کرتا۔ دنیا کا کوئی شخص ایسا نہیں جو کامیاب نہ ہونا چاہتا ہو۔لیکن کامیابی کا راستہ ہمیشہ آسان نہیں ہوتا۔ یہ راستہ کانٹوں سے بھرا ہوا ہوتا ہے، جس پر چلنے کے لیے حوصلہ، صبر اور محنت کی ضرورت ہوتی ہے۔ کامیاب ہونے والے وہی لوگ ہیں جو مشکلات سے گھبراتے نہیں بلکہ ان کا ڈٹ کر مقابلہ کرتے ہیں۔

کامیابی کا راز صرف محنت میں پوشیدہ ہے۔ جو انسان محنت کو اپنا شعار بنالیتا ہے، وہ کبھی ناکام نہیں ہوتا۔قرآنِ مجید میں بھی فرمایا گیا ہے:

"اور یہ کہ انسان کو وہی کچھ ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔"

کامیاب انسان ہمیشہ وقت کی قدر کرتا ہے۔ وقت کو ضائع کرنے والا کبھی ترقی نہیں کرسکتا۔ جو لوگ وقت کی قیمت پہچانتے ہیں اور ہر لمحے کو بہتر استعمال کرتے ہیں، کامیابی ان کے قدم چومتی ہے۔

کامیابی صرف دولت یا شہرت کا نام نہیں ہے بلکہ اصل کامیابی یہ ہے کہ انسان دوسروں کے لیے فائدہ مند ثابت ہو۔ایک طالب علم کے لیے کامیابی اچھے نمبر لینا ہے، ایک استاد کے لیے کامیابی اپنے شاگردوں کو تعلیم و تربیت دینا ہے، ایک ڈاکٹر کے لیے کامیابی مریضوں کو صحت دینا ہے اور ایک کسان کے لیے کامیابی اچھی فصل کاٹنا ہے۔ اس طرح کامیابی ہر ایک کے لیے مختلف مگر قیمتی ہے۔

کامیابی ان لوگوں کے حصے میں آتی ہے جو خواب دیکھتے ہیں اور پھر انھیں حقیقت بنانے کے لیے سخت محنت کرتے ہیں۔ بڑے بڑے سائنسدان، قائدین اور شاعر اسی لیے یاد کیے جاتے ہیں کہ انھوں نے محنت کے ذریعے کامیابی حاصل کی۔ قائداعظم محمد علی جناح بھی کامیاب اس لیے ہوئے کہ انھوں نے کبھی ہمت نہ ہاری اور پاکستان کے خواب کو حقیقت بنا دیا۔

حالی نے سچ کہا ہے:

فرشتے سے بڑھ کر ہے انسان بننا
مگر اس میں لگتی ہے محنت زیادہ

آخر میں کہا جا سکتا ہے کہ کامیابی زندگی کا سب سے حسین تحفہ ہے، لیکن یہ تحفہ صرف اُنہیں ملتا ہے جو محنت کرتے ہیں، وقت کی قدر کرتے ہیں اور مشکلات سے ڈرتے نہیں۔ کامیابی کے راستے پر ثابت قدم رہنے والا ہی اپنی منزل تک پہنچتا ہے اور دوسروں کے لیے مثال بن جاتا ہے۔

5- خود آزمائی

سوال نمبر-1 ذیل کے سوالوں کے مختصر جواب دیں:

(i) مضمون کس نثری صنف میں شمار ہوتا ہے؟

(ii) "مضمون" کس زبان کا لفظ ہے اور اس کے کیا معنی ہیں؟

(iii) مضمون عام طور پر کتنے حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے؟

(iv) مضمون میں دلائل کہاں دیے جاتے ہیں؟

(v) مضمون کو ہمیشہ کس انداز میں لکھنا چاہیے، پیراگراف کی صورت میں یا سرخیوں کی صورت میں؟

سوال نمبر-2 یہ بتایئے کہ درج ذیل میں سے مضمون کی کون سی قسم نہیں ہے؟

(i) علمی مضمون

(ii) ادبی مضمون

(iii) صحافتی مضمون

(iv) شعری مضمون

سوال نمبر-3 ذیل کے جملوں میں سے کون سا صحیح ہے؟

(i) مضمون میں ربط اور تسلسل ضروری نہیں ہوتا۔

(ii) مضمون میں معلومات، زبان و بیان کی دلکشی اور ربط ہونا لازمی ہے۔

سوال نمبر-4 ہاں یا نہیں میں جواب دیں:

(i) مضمون صرف ادبی موضوعات پر لکھا جا سکتا ہے۔

1

(ii) مضمون میں اشعار اور اقوال درج کرنے سے تحریر مؤثر ہو جاتی ہے۔

(iii) مضمون کے اختتام میں خلاصہ اور نتیجہ پیش کیا جاتا ہے۔

(iv) مضمون نگاری مطالعہ اور مشاہدے کے بغیر ممکن ہے۔

سوال نمبر-5 نیچے دیے گئے مضامین کو ان کی اقسام کے لحاظ سے درجہ بندی کریں:

(i) بہار کا موسم ______________

(ii) کامیابی ______________

(iii) سائنسی ایجادات ______________

(iv) چاندنی رات ______________

1

یونٹ نمبر.....9

روزمرہ اور محاورہ

تحریر: ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	یونٹ کا تعارف	111
	یونٹ کے مقاصد	111
1-	روزمرہ اور محاورہ	112
2-	روزمرہ	114
	(i) روزمرہ کی تعریف	114
	(ii) روزمرہ کی مثالیں	117
3-	محاورہ	118
	(i) محاورہ کی تعریف	118
	(ii) محاورے کی مثالیں	118
	(iii) محاورے کی شعری مثالیں	120
4-	خود آزمائی	123

یونٹ کا تعارف

یہ یونٹ زبان کی بنیادی خصوصیات اوراس کے روزمرہ استعمال کی اہمیت پر روشنی ڈالتا ہے۔اس میں انسان کو دیگر جانوروں سے ممتاز کرنے والی بولنے کی صفت اور زبان کی ارتقائی تاریخ بیان کی گئی ہے۔ یونٹ میں روزمرہ بول چال اور محاورات کے اصول، ان کے معنوی اور ادبی استعمال، اور زبان کے اظہار میں ان کی اہمیت کی وضاحت کی گئی ہے۔ساتھ ہی محاورات کے عام اور شعری استعمال کی مثالیں بھی فراہم کی گئی ہیں تا کہ طلبہ زبان کے عملی استعمال اور ادبی جمالیات کو بہتر طور پر سمجھ سکیں۔

یونٹ کے مقاصد

اس یونٹ کو پڑھنے کے بعد طلبہ قادر ہوں گے کہ:

1۔انسان کی بولنے کی صفت اور زبان کی ارتقائی تاریخ کو سمجھیں۔

2۔روزمرہ بول چال کی تعریف، اس کی خصوصیات اور اہمیت بیان کر سکیں۔

3۔محاورہ کی تعریف، استعمال اور روزمرہ زبان سے اس کا فرق بیان کریں۔

4۔عام اور شعری محاورات کی مثالیں پہچان سکیں اور ان کے معنوی و ادبی اثرات سمجھیں۔

5۔زبان کے عملی استعمال اور ادبی اظہار میں روزمرہ اور محاورے کے کردار کو تشخیص کر سکیں۔

1- روزمرہ اور محاورہ

انسان کو حیوانِ ناطق کہا جاتا ہے یعنی بولنے والا حیوان۔ بولنے کی صفت ہی اُسے دوسرے جانوروں اور جان داروں سے ممیز اور الگ کرتی ہے۔ کیوں کہ کھانا پینا اور زندگی کے سلسلے کو قائم رکھنے کے لیے مختلف اعمال وافعال میں حصّہ لینا تو انسانوں کے علاوہ دوسری مخلوقات کا بھی وطیرہ ہے۔ جانور بھی گرمی سردی اور دھوپ چھاؤں کا احساس رکھتے ہیں۔ اپنے سے طاقت ور دشمن کو دیکھ کر خوف زدہ ہوتے ہیں، اپنے سے کمزور پر حملہ آور ہوتے ہیں، اپنا دفاع کرتے ہیں، اپنے بچوں کی حتی المقدور نگہبانی اور نگرانی کرتے ہیں اور ان کی زندگی کو محفوظ بنانے کا جتن کرتے ہیں مگر وہ انسانوں کی طرح کلام کرنے اور اپنے احساس اور تجربے کو دوسرے ہم جنسوں تک پہنچانے کی صلاحیت نہیں رکھتے، اس لیے اُن کا احساس لباسِ اظہار میں نہیں ڈھل سکتا۔ سوچنا سمجھنا اور اس کا اظہار کرنا عقل اور ذہانت کے بغیر ممکن نہیں، گویا ''بولنا'' انسان کے ذہین اور عاقل ودانا ہونے کا اشارہ ہے۔ عقل ودانش کے بغیر اپنے احساس کو متشکل کرنا اور اس کے تمام پہلوؤں کو مرتب کر کے اپنے ہم جنسوں تک پہنچانے کا جتن کرنا کسی طرح ممکن نہیں۔ انسان نے روئے زمین پر اپنی ابتدا جنگلوں اور غاروں سے کی۔ اس وقت نہ وہ کوئی زبان بول سکتا تھا اور نہ اپنے احساس کو دوسروں تک منتقل کرنے کے قابل تھا۔ اسے مہیب جنگلوں میں اپنی زندگی کی بقا کے لیے بہت سے خطرات درپیش تھے۔ جنگلی درندوں کا خوف، مہیب اندھیرے، آسمانی آفات اور موسموں کی سختیاں اُسے ہر لمحہ آزمائش میں رکھتی تھیں۔ وہ ان مشکلات کو جھیلتا رہا اور ان سے نکلنے اور انھیں مات دینے کے منصوبے بھی بناتا رہا۔ قدرت نے اسے جن صفات سے نوازا تھا، اس نے آہستہ آہستہ انھیں کھوجنا شروع کر دیا۔ خطرے کے وقت وہ چیخ چیخ کر اور بلند آوازوں کے ذریعے اپنے ہم جنسوں کو آگاہ کرنے لگا۔ ہاتھ، سر، منہ اور آنکھوں کے اشارے اُس کی بے زبانی کی زبان بن گئے مگر خطرات اور حوادث نہ ٹلے۔ انسان نے بھی ہار نہیں مانی اور تیز رفتاری کے ساتھ اپنے خمیر میں گندھی ہوئی صلاحیتوں کو آشکار کرنے اور اپنے مسائل پر آہستہ آہستہ قابو پانے لگا۔ اس کی تلاش وجستجو کا یہ سفر جاری رہا تو اُس نے آہستہ آہستہ اپنے احساس، خیال اور جذبات کے اظہار کے لیے زبان وضع کر لی۔ ظاہر ہے کہ زبان کی تشکیل میں اس نے طویل اور صبر آزما مراحل کو عبور کیا ہوگا۔ پھر اُس نے پہاڑوں، چٹانوں اور غاروں میں اپنے احساس کو آڑی ترچھی لکیروں اور بدوضع شکلوں میں ظاہر کرنا شروع کر دیا اور یوں اپنی محنت، کوشش اور سعیِ پیہم سے اس نے تحریر کرنا سیکھ لیا۔ زبان کی تشکیل سے تحریر کی ایجاد تک کا سفر انسان کی ذہانت اور عقل مندی کا اظہاریہ ہے۔ باقی جانوروں اور جانداروں پر اس نے اپنی برتری اور فضیلت ثابت کی اور غاروں اور جنگلوں سے نکل کر متمدن معاشروں اور بستیوں کی بنیاد ڈالی۔

زبان ابتدا میں ایک تھی، رفتہ رفتہ انسانی بستیاں دُور دُور بسنے لگیں تو ہر بستی کے بولنے والے اپنے لیے نئی زبان وضع کرنے لگے اور یوں ایک وقت ایسا آیا کہ مختلف علاقوں اور قبیلوں کی زبانیں جدا جدا ہو گئیں۔ انسانوں کا بہت ساری زبانیں وضع کرنے کا بنیادی مقصد گو اپنے جذب و احساس کی ترسیل اور اپنے حالات و واقعات اور تجربات و مشاہدات سے دوسروں کو آگاہ کرنا تھا مگر رفتہ رفتہ وہ اپنے کلام اور بات چیت کی یک رنگی اور یک سانی سے اکتانے لگا اور اپنے کلام کو خوش رنگ اور جاذبِ توجہ بنانے کے لیے نئے نئے انداز اور طریقے سوچنے لگا۔ اسی احساس اور ضرورت کے نتیجے میں علمِ بیان کی بنیاد پڑی۔ انسان کی مادی ترقی کے ساتھ ساتھ اس کی فکر بھی ارتقائی مرحلے طے کر رہی تھی۔ سو بات جب سادہ افہام و تفہیم اور بات چیت سے کچھ آگے بڑھی تو انسان نے اپنے اپنے اردگرد کی چیزوں اور جا بہ جا بکھرے ہوئے مظاہر پر غور و فکر کرنا شروع کر دیا۔ اشیا کی حالت، کائنات کی ماہیت اور اعمال و افعال کے محرکات اور عوامل پر غور و فکر کے نتیجے میں دقیق خیالات اور لطیف احساسات اس کی فکر کا اثاثہ بنے۔ ان کی ترسیل کے لیے عام بول چال کی زبان نا کافی تھی اور متکلم کو یہ احساس ہونے لگا کہ دقیق خیالات اور لطیف احساسات کو وہ پوری طرح اپنے ہم جنسوں تک پہنچانے سے وہ عاجز و قاصر ہے۔ اس صورت حال میں اس نے نئی لغت وضع کرنے کے ساتھ ساتھ پُرانی لغت میں نئے معنوی امکانات کی تلاش کا کام آغاز کیا۔ حقیقی اور لغوی معنوں کی جگہ اُس نے مرادی اور اصطلاحی معنی سے لغت کے دائرے کو کشادگی عطا کی اور لطیف احساسات اور پیچیدہ خیالات کو بیان کرنے اور مؤثر انداز میں دوسروں تک پہنچانے کے قابل ہوا۔ لغت جب حقیقت سے مجاز کے دائرے میں داخل ہوئی تو اس کی تنگ دامانی کا احساس قدرے کم ہوا۔ زبان محاورے، تشبیہ، استعارے اور کنائے کے رنگوں سے سج کر جذب و احساس کی نادرہ کاری کو اظہار کا لباس پہنانے لگی۔ زبان کو کشادگی کے جوہر سے متصف کرنے والے اور اس کی جاذبیت کو بڑھاوا دینے والے ان سبھی عناصر کا تعلق کسی نہ کسی طرح علمِ بیان سے ہے۔ بیان کے ان تمام عناصر نے اظہار کے نئے رنگ عام کر کے زبان کے دائرے کو کشادہ کیا مگر حقیقی زبان کا ورثہ روزمرہ کی قلمرو میں شامل رہا۔ روزمرہ کے اصل رنگ و آہنگ کا امین اور ترجمان ہے اور جہاں کہیں اس کی خلاف ورزی ہوتی ہے وہاں یہ سراپا احتجاج بن جاتا ہے۔ روزمرہ سے محاورہ جنم لیتا ہے، اس لیے محاورے میں بھی روزمرے کی گونج واضح طور پر سنائی دیتی ہے، اسی طرح دوسرے بیان کے عناصر بھی روزمرے کی فرمانروائی کو تسلیم کیے بغیر ایک قدم آگے نہیں بڑھ سکتے۔ انھیں اس بات کا اندازہ ہے کہ ان کے بغیر زبان اپنا کام چلا سکتی ہے مگر روزمرہ کے بغیر زبان سانس بھی نہیں لے سکتی۔ ذیل میں روزمرہ کے دائرۂ کار کی وضاحت کے ساتھ محاورے کی تشکیل اور اس کی ضرورت و اہمیت پیش کی جا رہی ہے۔

2- روزمرہ

روزمرہ کی تعریف:

روزمرہ کے لغوی معنی ہر روز، آئے دن اور معمول کے ہیں مگر اصطلاح میں روزمرہ اس کلام یا بات چیت کو کہتے ہیں جو عوام میں مستعمل اور مروج ہو۔ اہلِ زبان چاہے عوام ہوں یا خواص بول چال کی زبان میں ہی بات چیت کرتے ہیں۔ بول چال یا عام بات چیت کے لیے بولی جانے والی زبان روزمرہ کہلاتی ہے۔ روزمرہ فطری اصولوں کے تحت وجود میں آتا ہے اور زبان کی تشکیل کے ساتھ ساتھ نیا روزمرہ اس میں شامل ہوتا چلا جاتا ہے۔ روزمرہ اصولی طور پر کسی قاعدے کا پابند نہیں ہوتا مگر عوامی تائید اور سماجی قبولِ عام اس کی کسوٹی ہے۔ اگر ایک بڑا طبقہ اس کو قبول کر لے تو دیکھتے ہی دیکھتے وہ تمام علاقے جن میں وہ زبان مروج ہے، میں پھیل جاتا ہے مگر عوامی تائید کے بغیر محض خواص کی خواہش، حکومتی جبر یا طبقاتی دباؤ کسی لفظ یا کلام کو روزمرہ کے درجے پر متمکن نہیں کر سکتا۔ روزمرہ سے معیاری زبان وجود میں آتی ہے جو سب کے لیے قابلِ قبول ہوتی ہے اور اگر کوئی فرد یا ادارہ روزمرہ کو اپنی مرضی سے تبدیل کرنا چاہے تو نہیں کر سکتا، کیوں کہ پورے معاشرے کی پشت پناہی اس کو حاصل ہوتی ہے۔ جس طرح کسی عادت یا رسم کو ختم کرنا مشکل ہوتا ہے، بعینہٖ روزمرے کو تبدیل کرنا یا زبان کے عوامی رنگ کو بدلنا مشکل بلکہ ناممکن ہوتا ہے۔ زبان اپنے فطری نظام کے تحت گردش میں رہتی ہے اور اس میں تعمیر و تخریب کا ایک خودکار نظام مسلسل حرکت میں رہتا ہے۔ مولانا شبلی نعمانی روزمرے کی تعریف یوں کرتے ہیں:

> ''جو الفاظ اور خاص ترکیبیں اہلِ زبان کی بول چال میں زیادہ مستعمل و متداول ہوتے ہیں، ان کو روزمرہ کہتے ہیں۔''

[شبلی نعمانی، علامہ: موازنۂ انیس و دبیر؛ لکھنؤ؛ اُتر پردیش اردو اکادمی؛ ۱۹۹۲ء؛ ص ۳۰]

پنڈت برج موہن دتاتریہ کیفی کے بقول:

> ''روزمرہ بیان کے اس اسلوب اور بول چال کو کہتے ہیں جو اہلِ زبان بیان کرتے ہیں، اس کے خلاف استعمال کو غلط سمجھا جاتا ہے، جیسے گوارا کی ضد ناگوارا لانا، جب کہ روزمرہ ناگوار ہے۔''

[برج موہن دتاتریہ کیفی: کیفیہ؛ دِلّی۔ انجمنِ ترقیِ اردو (ہند)؛ ۱۹۷۵ء؛ ص ۱۳۲۔

روزمرہ کی کم و بیش یہی تعریف تمام اہلِ ادب و لسان کے ہاں دکھائی دیتی ہے تاہم مولانا الطاف حسین حالی نے اپنی معرکہ آرا کتاب ''مقدمۂ شعر و شاعری'' میں محاورے اور روزمرے کی بحث کو اس قدر الجھا دیا ہے۔ وہ رقم طراز ہیں:

1

''محاورہ لغت میں مطلقاً بات چیت کو کہتے ہیں۔خواہ وہ بات چیت اہلِ زبان کے روزمرہ کے موافق ہو خواہ مخالف لیکن اصطلاح میں خاص اہلِ زبان کے روزمرہ یا بول چال یا اسلوبِ بیان کا نام محاورہ ہے۔۔پس ضرور ہے محاورہ تقریباً ہمیشہ دو یا دو سے زیادہ الفاظ میں پایا جائے کیوں کہ مفرد الفاظ کو روزمرہ بول چال یا اسلوبِ بیان نہیں کہا جاتا۔''

[الطاف حسین حالی: مقدمۂ شعروشاعری؛لاہور؛کشمیر کتاب گھر؛س ن؛ص ۱۴۸۔]

اس بیان میں روزمرہ اور محاورہ کو ایک ہی چیز قرار دیا گیا ہے جو درست نہیں کیوں کہ روزمرہ یا بول چال کی زبان حقیقی یا لغوی معانی سے سروکار رکھتی ہے جب کہ اس کے برعکس محاورے کا وجود مجازی معنوں پر ہے۔مولانا کا یہ کہنا بھی محلِ نگاہ ہے کہ مفرد لفظ روزمرہ میں شامل نہیں ہوتا۔زبان لفظوں کا مجموعہ ہوتی ہے اور ہر لفظ جو کسی زبان کے ذخیرے میں شامل ہوتا ہے،اسے عوامی یا سماجی تائید حاصل ہوتی ہے، کیوں کہ اس کے بغیر وہ زبان کے ذخیرے میں شامل نہیں ہوسکتا۔

مولانا حالیؔ نے آگے چل کر روزمرہ اور محاورہ کو معنوں کے فرق کے لحاظ سے الگ الگ ٹھہرایا اور روزمرہ کی پابندی کو تقریر وتحریر کے لیے ناگزیر جب کہ محاورے کے استعمال کو اختیاری قرار دیا۔ان کے الفاظ میں:

''روزمرہ اور محاورہ میں من حیث الاستعمال ایک اور بھی فرق ہے۔روزمرہ کی پابندی جہاں تک ہو تقریر وتحریر اور نظم ونثر میں ضروری سمجھی گئی ہے۔یہاں تک کہ کلام میں جس قدر روزمرہ کی پابندی کم ہوگی،اسی قدر وہ فصاحت کے درجہ سے ساقط سمجھا جائے گا،مثلاً:''کلکتہ سے پشاور تک سات آٹھ کوس پر ایک پختہ سرا اور ایک کوس پر مینار بنا ہوا تھا۔'' یہ جملہ روزمرہ کے موافق نہیں بلکہ اس کی جگہ یوں ہونا چاہیے: ''کلکتہ سے پشاور تک سات سات،آٹھ آٹھ کوس پر ایک ایک پختہ سرا اور کوس کوس بھر پر ایک ایک مینار بنا ہوا تھا۔'' یا مثلاً:''آج تک اُن سے ملنے کا موقع نہ ملا۔'' یہاں ''نہ ملا'' کی جگہ ''نہیں ملا'' چاہیے یا:''وہ خاوند کے مرنے سے درگور ہوئی۔'' یہاں ''زندہ درگور ہوگئی'' چاہیے تھا یا:

ع سو گئے جب بخت تب بیدار آنکھیں ہوگئیں

یہاں ''ہوگئیں'' کی جگہ ''ہوئیں'' چاہیے، یا:

ع دیکھتے ہی دیکھتے یہ کیا ہوا

یہاں ''کیا ہوگیا'' چاہیے۔

الغرض نظم ہو یا نثر دونوں میں روزمرہ کی پابندی جہاں تک ممکن ہو نہایت ضروری ہے مگر محاورہ کا ایسا

حال نہیں ہے۔محاورہ اگر عمدہ طور سے باندھا جائے تو بلاشبہ پست شعر کو بلند اور بلند کو بلند تر کر دیتا ہے لیکن ہر شعر میں محاورہ باندھنا ضروری نہیں بلکہ ممکن ہے کہ شعر بغیر محاورہ کے بھی فصاحت و بلاغت کے اعلیٰ درجہ پر واقع ہو۔"

[الطاف حسین حالی: مقدمۂ شعروشاعری؛لاہور: کشمیر کتاب گھر؛س ن؛ص ۱۴۸۔]

روزمرہ بول چال کا وہ اسلوب ہے جسے اہلِ زبان رواج دیتے اور استعمال کرتے ہیں۔یہ اسلوب صاف، سہل، سادہ، بے تکلف اور فطری رنگوں سے سجا ہوتا ہے اور نثر نگاروں کے اسلوبِ نگارش کی طرح معرب ومفرس، پیچیدہ و مغلق یا شاعرانہ و جمالیاتی نہیں ہوتا۔روزمرہ رواج اور چلن سے وجود میں آتا ہے اور کسی علاقے کے رسم ورواج کی طرح اس کو اپنی مرضی کے تابع بنانا یا اس کو اپنے انداز میں ڈھالنا ممکن نہیں ہوتا۔روزمرہ کسی زبان کے حقیقی بولنے والوں کی شناخت ہوتا ہے دوسرے ممالک کے لوگ اگر اس زبان کو پوری طرح سیکھ بھی لیں تب بھی روزمرہ کے استعمال میں غلطی کر بیٹھتے ہیں اور ان کی زبان دانی دھری کی دھری رہ جاتی ہے۔ہندوستان میں انگریزی اقتدار کے دنوں کی یہ بات مشہور ہے کہ ایک انگریز گورنر کو اُردو سیکھنے کا شوق دامن گیر ہوا، اس نے مقامی استاد کی مدد سے بہت جلد یہ زبان سیکھ لی اور بول چال میں ماہر ہو گیا۔ایک طویل عرصہ اس زبان میں بات چیت کرنے کے بعد اسے گمان گزرا کہ میں اردو زبان میں مکمل طاق ہو گیا ہوں اور اب اہلِ زبان کی طرح زبان میرے تصرف میں ہے۔اسی جھونجھ میں اس نے اپنی اُردو دانی کا دعویٰ کر دیا اور کہا کہ کوئی میرا امتحان لینا چاہے تو میں حاضر ہوں۔اہلِ زبان اس کے دعوے پر ہنس دیے مگر ایک دن لکھنؤ کا ایک بانکا انگریز گورنر کی کوٹھی پر جا پہنچا۔گورنر نے اسے خوش آمدید کہا اور اس سے پوچھا تم میرا کس طرح امتحان لو گے؟ اس نے کہا بس مجھے ایک لفظ کا معنی بتا دیں تو میں مطمئن ہو جاؤں گا۔گورنر نے کہا، پوچھو۔بانکا بولا "جھائیں" کا مفہوم بتا دیں۔انگریز گورنر نے یہ لفظ پہلی بار سُنا تھا، جواب نہ دے سکا۔شکست تسلیم کرتے ہوئے اس نے بانکے سے اس لفظ کا مطلب پوچھا تو اس نے بتایا کہ لکھنؤ میں احمق، بے وقوف اور کم عقل کو "جھائیں" کہا جاتا ہے۔

اسی طرح کا ایک واقعہ مولانا محمد حسین آزاد کا بھی مشہور ہے جو روزمرہ کی اہمیت اور قدر و قیمت کو ظاہر کرتا ہے۔انھوں نے پنڈت برج موہن دتا تریہ کیفی کو اپنی سیاحتِ ایران کا حال سُناتے ہوئے کہا:

"ایک دن میں ایران میں ایک گھر میں مہمان تھا۔کھانا پک رہا تھا۔ماں دس بارہ برس کی لڑکی کو چولھے کے پاس چھوڑ کر اندر دالان میں کوئی کام کرنے گئی اور لڑکی سے کہتی گئی کہ دیگچی کا خیال رکھے کہ کھانا جوش کھا کر باہر نہ گر پڑے۔رفتہ رفتہ آنچ تیز ہوتی گئی۔اب میں نے سوچا کہ چاول اُبل کر باہر نکل

پڑیں گے۔ دیکھوں تو اس کیفیت کو لڑکی کن الفاظ میں ظاہر کرتی ہے۔ میں اپنی فارسی کی لغات اور زبان دانی کے دفتروں کو اپنے ذہن میں دُہراتا تھا اور اس خیالی کیفیت کے مختلف اظہار گھڑتا تھا کہ شاید یہ کہے گی، یہ کہے گی، کہ وہ وقت آ گیا اور میرے تمام خیالی دفتر خیالی پلاؤ ثابت ہوئے۔ جونہی دیگچی کے جوش کھانے سے اس کا ڈھکنا ایک طرف سے ایک انچ اوپر کو اُٹھا، لڑکی چیخی: ''اماں اماں دیگچہ سر کردہ۔'' یہ لفظ گویا میرے کانوں میں الہامی کلمے کی طرح پڑے اور میری آنکھیں کھل گئیں۔''

روزمرہ کا مدار سماعت پر ہے یعنی اہلِ زبان جس طرح بولتے ہیں، وہی سَند اور معیار ہے۔ اس میں ذاتی علم، قیاس یا اندازے کو مطلق دخل نہیں۔ مثال کے طور پر ''بلا ناغہ'' پر قیاس کرتے ہوئے ''بے ناغہ''، ''روز روز'' کی جگہ ''دن دن''، ''انیس بیس'' کی جگہ ''اٹھارہ بیس'' اور ''بے وقت'' کی جگہ ''ناوقت'' کہنا درست نہیں۔ الفاظ ہوں یا تراکیب روزمرہ کے مطابق نہیں ہوں گی تو انھیں غلط کہا جائے گا چاہے قواعد و اصول اُس کے درست ہونے کی حمایت کریں۔

روزمرہ کی مثالیں:

☆ غلط: فائزہ اسکول جا کر آمنہ کو کہنا کہ وہ مجھ سے مل لے۔
درست: فائزہ اسکول جا کر آمنہ سے کہنا کہ وہ مجھے مل لے۔

☆ غلط: آپ یہاں کب آؤ گے؟
درست: آپ یہاں کب آئیں گے؟

☆ غلط: کرسی کو اُٹھا لاؤ۔
درست: کرسی اُٹھا لاؤ

☆ غلط: قاتل نے کئی بے گناہوں کا لہو کیا۔
درست: قاتل نے کئی بے گناہوں کا خون کیا۔

☆ غلط: پانچ سات دن انتظار کرو۔
درست: پان سات دن انتظار کرو۔

☆ غلط: مجھے روز بھر انتظار رہا۔
درست: مجھے دن بھر انتظار رہا۔

3- محاورہ

محاورہ کی تعریف:

محاورہ عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے لغوی معنی بات چیت یا کلام کے ہیں مگر اصطلاح میں دو یا دو سے زیادہ الفاظ کا ایسا مجموعہ جو اپنے اصلی اور لغوی معنی کے بجائے مرادی اور مجازی معنوں میں استعمال ہو، محاورہ کہلاتا ہے۔ محاورہ بھی اہلِ زبان کے استعمال کے مطابق برتا جاتا ہے، یعنی جس طرح وہ تشکیل پاتا ہے، اسی صورت میں استعمال ہوتا ہے، ایسا نہیں کہ بولنے یا لکھنے والے اپنی مرضی سے محاورے کے الفاظ کو ہم معنی الفاظ میں بدل دیں، یا ان کی ترتیب آگے پیچھے کر دیں۔ مثال کے طور پر اُردو میں ایک محاورہ مستعمل ہے: ''شش و پنج میں پڑنا''۔ اس کو اگر کوئی ''چھے پانچ میں پڑھنا'' بولے گا تو اسے درست نہیں کہا جائے گا اگرچہ شش و پنج کے معنی چھے پانچ ہی کے ہیں۔

محاورہ کی مثالیں:

محاورہ بیان کو مؤثر اور دل پذیر بنانے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے اور اس کے استعمال سے زبان میں خوب صورتی کے ساتھ ساتھ کفایتِ لفظی کی سہولت پیدا ہو جاتی ہے یعنی وہ بات جو بیان کرنے کے لیے کئی لفظوں یا جملوں کی ضرورت پڑے وہ محض دو یا تین لفظوں میں عمدگی سے ادا ہو جاتی ہے۔ محاورے سے زبان میں چستی، صفائی، خوبی اور لطافت بھی پیدا ہوتی ہے اور اس کی تاثیر میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ محاورہ میں بسا اوقات ایک اسم اور ایک فعل یا دو اسم اور ایک فعل ہوتا ہے اور اسی مجموعے میں نئے معنی پیدا ہو جاتے ہیں یا اہلِ زبان اپنی مرضی سے اس مجموعے کو نئے معانی کے لیے استعمال میں لاتے ہیں۔ کسی بھی زبان میں محاوروں کی گنتی نہیں کی جا سکتی۔ پرانے محاورے ترک ہوتے جاتے ہیں اور ان کی جگہ نئے محاورے بنتے رہتے ہیں، زبان کا یہ فطری عمل کسی خاص ماحول میں وضع نہیں کیا جاتا بلکہ خودرو پودوں کی طرح محاورات اور الفاظ زبان میں اپنی حیثیت اور معانی بدلتے رہتے ہیں اور ان کا استعمال بھی گھٹتا بڑھتا رہتا ہے۔ محاورہ عام بول چال کی گفتگو میں بھی استعمال ہوتا ہے اور ادبی تحریروں میں بھی۔ ادبی تحریروں میں محاورے کے مناسب اور متوازن استعمال سے اس کا مرتبہ عام تحریروں سے بڑھ جاتا ہے۔ ذیل میں چند معروف محاورات اور ان کے مجازی معنی درج کیے جاتے ہیں:

محاورے		مفہوم
آسمان سر پر اُٹھانا	:	شور مچانا

آسمان سے باتیں کرنا	:	بلند ہونا، اونچا ہونا۔
آبرو خاک میں ملانا	:	رسوا کرنا، ذلیل کرنا۔
آگ بگولا ہونا	:	غصے میں آجانا، غصہ کرنا۔
آبرو خاک میں ملانا	:	ذلیل کرنا، رسوا کرنا۔
آپے سے باہر ہونا	:	غصّے میں آنا۔
اپنے منھ میاں مٹھو بننا	:	اپنی تعریف کرنا۔
آب ودانہ اُٹھنا	:	زندگی ختم ہونا۔ مرجانا۔
آسمان سے باتیں کرنا	:	بہت بلند ہونا، اونچا ہونا۔
سر پر بٹھانا	:	عزت دینا، تکریم کرنا۔
دال نہ گلنا	:	مقصد پورا نہ ہونا، سفارش نہ چلنا۔
گھوڑے بیچ کر سونا	:	غافل ہونا، غفلت میں پڑنا۔
رال ٹپکنا	:	لالچ میں آنا، ہوس کرنا۔
باغ باغ ہونا	:	بہت خوش ہونا۔
پاؤں پڑنا	:	منت سماجت کرنا، معافی مانگنا۔
پانی پانی کرنا	:	شرمندہ کرنا۔
سبز باغ دکھانا	:	دھوکا کرنا۔
طوطی بولنا	:	شہرت ہونا۔
مٹھی گرم کرنا	:	رشوت دینا۔
ہتھیلی پر سرسوں جمانا	:	فوری فائدہ چاہنا۔
آنکھ لڑنا	:	محبت ہونا۔
آنکھ چُرانا	:	بچنا۔
بے نقط سُنانا	:	گالیاں دینا، بدتمیزی کرنا۔

بیڑا اُٹھانا : ذمہ داری اٹھانا۔

خاک چھاننا : در بہ در پھرنا، آوارہ گردی کرنا۔

محاورے کی شعری مثالیں:

محاورہ بول چال یا تحریر و تقریر کی زیب و زینت ہی نہیں بڑھاتا بلکہ شاعری کے رنگ کو بھی چمکاتا ہے۔ قادرالکلام اور مشاق شعرا نے محاورے کے عمدہ استعمال سے معمولی مضامین کو اس طرح لباسِ شعر میں ڈھالا ہے کہ شہکار وجود میں آئے ہیں۔ محاورہ ایجاز اور اختصار کے رنگ کو ابھارتا ہے، وہ بات جو کئی لفظوں میں اپنا جادو نہیں جگا سکتی محاورے کے دو یا تین لفظوں میں سمٹ کر جہانِ معنی کا در کھول دیتی ہے۔ محاورے کی چند شعری مثالیں ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

☆ جان پر کھیلنا: خود کو خطروں میں ڈالنا، مصیبت میں پڑنا

کھیل کوئی نہ عمر بھر کھیلے
ہم جو کھیلے تو جان پر کھیلے
(میر تقی میرؔ)

☆ پانی پانی کرنا / ہونا: شرمندہ کرنا / ہونا

پانی پانی کر گئی مجھ کو قلندر کی یہ بات
تُو جھکا جب غیر کے آگے نہ تن تیرا نہ من

(علّامہ محمد اقبال)

☆ آسمان ٹوٹ پڑنا: بلائے ناگہانی کا نازل ہونا، سخت مصیبت پڑنا۔

رو کے کہتا تھا کوئی غم ہے بڑا
یک بہ یک آسمان ٹوٹ پڑا

(شوق لکھنوی)

☆ آسمان پر چڑھانا: بے حد تعریف کرنا، مبالغے کے ساتھ تحسین کرنا۔

☆ خاک میں ملانا: بے عزت کرنا، ذلیل کرنا۔

بس بس چڑھا چکے ہو ہمیں آسمان پر

اس سے تو خاک ہی میں ملاتے تو خوب تھا

(جلال لکھنوی)

☆ آسمان سر پر اٹھانا: شور وغوغا کرنا، بہت زیادہ اودھم مچانا، غل کرنا۔

شور وشر کرتے ہیں یہ ہستۂ دوروزہ پر
آسماں اہلِ زمیں سر پہ اُٹھا لیتے ہیں

(رندؔ)

☆ آنکھ پھیرنا: توجّہ ہٹانا، تغافل برتنا

پھیر لی آنکھ مناظر کے جہاں سے میں نے
کس کے دیدار کی یارب ہے تمنّا مجھ کو

(وحشت کلکتوی)

☆ آنکھیں بچھانا: استقبال کرنا، کسی کے آنے پر خوشی کا اظہار کرنا۔

وہ اگر آتے ہیں تو آنے دو
ہم بھی آنکھیں بچھائے بیٹھے ہیں

(قربان علی سالک)

☆ بخیہ ادھیڑنا: حقیقت کو ظاہر کرنا، راز افشا کرنا۔

ناخن نہ دے خدا تجھے اے پنجۂ جنوں
دے گا تمام عقل کا بخیہ اُدھیڑ تو

(ذوقؔ)

☆ دل باغ باغ ہونا: بہت زیادہ خوش ہونا۔

سوزِ ہجراں سے داغ داغ ہے کون
آج دل باغ باغ ہے کس کا

(داغ دہلوی)

☆ کوڑی کا ہو جانا: بے وقعت ہو جانا، بے وقار ہو جانا۔

ہے جب سے دستِ یار میں ساغر شراب کا

1

کوڑی کا ہو گیا ہے کٹورا گلاب کا

(آتش)

☆ نصیب پھوٹنا: بدنصیب ہونا، تقدیر کا بگڑنا۔

پھوٹے ہوں جب نصیب تو سر پھوڑنا کہاں
دیوار ڈھونڈتا ہوں تو دیوار بھی نہیں

(وحشت کلکتوی)

☆ روح پھونکنا: جان ڈالنا، تازگی عطا کرنا۔

پھول ہیں تازہ دم ایسے کہ ہنسے دیتے ہیں
روح پھونکی ہے صبا نے دمِ عیسیٰ بن کر

(جلیل مانکپوری)

☆ سورج کو چراغ دکھانا: دانا کو دانائی کی بات بتانا، لقمان کو حکمت سکھانا۔

آگے اُن کے فروغ پانا
سورج کو چراغ ہے دکھانا

(دیا شنکر نسیم)

☆ مفت ہاتھ آنا: بغیر کوشش کے کسی چیز کا مل جانا، بلا محنت مل جانا۔

میں نے مانا کہ کچھ نہیں غالب
مفت ہاتھ آئے تو بُرا کیا ہے

(مرزا غالب)

4- خود آزمائی

سوال نمبر 1: صحیح جواب منتخب کریں

1. انسان کو حیوانِ ناطق اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ

الف) وہ جنگل میں رہتا ہے

ب) وہ بول سکتا ہے

ج) وہ شکار کرتا ہے

د) وہ اڑ سکتا ہے

2. زبان کی ابتدا کس نے کی

الف) جانوروں نے

ب) انسان نے

ج) پرندوں نے

د) نباتات نے

3. روزمرہ بول چال کی زبان کیا ہے

الف) عوام میں مستعمل اور رائج زبان

ب) ادبی اور شعری زبان

ج) صرف قواعد کی پابند زبان

د) لغوی معنوں سے خالی زبان

4. محاورہ کس معنوں میں استعمال ہوتا ہے

الف) لغوی اور حقیقی

ب) مرادی اور مجازی

ج) صرف روزمرہ

د) صرف قواعدی

5. محاورہ کی شاعری میں اہمیت کیا ہے

الف) زبان کو پیچیدہ بنانا

ب)اظہار کو مختصر اور موئثر بنانا

ج)روزمرہ بول چال کو ختم کرنا

د)صرف قواعد پر عمل کرنا

سوال نمبر 2: درست جملہ منتخب کریں

1. فائزہ اسکول جا کر آمنہ کو کہنا کہ وہ مجھ سے مل لے
2. فائزہ اسکول جا کر آمنہ سے کہنا کہ وہ مجھے مل لے
3. آپ یہاں کب آؤ گے
4. آپ یہاں کب آئیں گے
5. پانچ سات دن انتظار کرو
6. پان سات دن انتظار کرو
7. مجھے روز بھر انتظار رہا
8. مجھے دن بھر انتظار رہا

سوال نمبر 3: درج ذیل محاورات کے معنی لکھیں

1. آسمان سر پر اٹھانا
2. پانی پانی کرنا
3. دل باغ باغ ہونا
4. نصیب پھوٹنا
5. روح پھونکنا
6. سورج کو چراغ دکھانا
7. مفت ہاتھ آنا
8. خاک میں ملانا

1

سوال نمبر 4: محاورہ اور روزمرہ کے فرق بیان کریں

سوال نمبر 5: محاورے کی شاعری میں مثال دیں اور اس کے معنی لکھیں

مثال: جان پر کھیلنا

معنی: خود کو خطرات میں ڈالنا، مصیبت میں پڑنا

سوال نمبر 6: درست اور غلط میں فرق بیان کریں

1۔ کرسی کو اُٹھا لاؤ

2۔ کرسی اُٹھا لاؤ

3۔ وہ خاوند کے مرنے سے درگور ہوئی

4۔ وہ زندہ درگور ہو گئی

5۔ دیکھتے ہی دیکھتے یہ کیا ہوا

6۔ دیکھتے ہی دیکھتے یہ کیا ہو گیا

سوال نمبر 7: چھوٹے جملوں میں روزمرہ کے استعمال کی شناخت کریں

1۔ کل میں اسکول جا رہا تھا

2۔ کل میں اسکول گیا تھا

3۔ مجھے دن بھر کام کرنا پڑا

4۔ مجھے روز بھر کام کرنا پڑا

سوال نمبر 8: محاورات کی تخلیقی مثال خود لکھیں اور معنی بیان کریں

مثال:۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

معنی:۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سوال نمبر 9: درج ذیل جملوں کو روزمرہ کے مطابق درست کریں

1۔ کل میں نے بہت مزا لیا تھا

2۔ ہم سب نے بہت اچھا کھیل کھیلا تھا

3۔ وہ کتاب پڑھی اور واپس کر دی

1

سوال نمبر 10: محاورہ کا استعمال کرتے ہوئے جملہ بنائیں

1۔ آسمان سر پر اٹھانا

2۔ پانی پانی کرنا

3۔ دل باغ باغ ہونا

4۔ روح پھونکنا

5۔ سورج کو چراغ دکھانا